7
ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۳ر فروری سنہ ۱۹۵۹ء
قیمت
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نماز کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَھَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

ابی ذرؓ نے کہا کہ (ایک روز) جاڑوں کے موسم میں جب کہ درختوں کے پتّے گر رہے تھے۔ (یعنی پت جھڑ کا وقت تھا) آپؐ باہر تشریف لے گئے پس آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں۔ اور ان شاخوں سے پتے گرنے لگے آپ نے فرمایا ابوذر ابوذر نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا جب بندہ مسلمان خالص اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو گرتے ہیں اس کے گناہ اس طرح جس طرح کہ یہ پتے درخت سے جھڑتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّبُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ تَکُنْ لَّہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّلَا نَجَاۃً وَّکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر کیا۔ پس فرمایا کہ جو شخص محافظت کرتا ہے نماز پر تو یہ نماز اس کے لئے نور کا سبب ہوگی کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کی بخشش کا ذریعہ اور جو نماز کی محافظت نہ کرے اس کے لئے نہ تو نور کا سبب ہوگی نہ کمال ایمان کا اور نہ ذریعہ بخشش اور وہ قیامت کے دن قارون۔ فرعون۔ ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ یعنی اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

چند احکام

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُکْ صَلٰوۃً مَّکْتُوْبَۃً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّھَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ

ابی الدرداءؓ نے کہا مجھ کو میرے ایک دوست نے یہ نصیحت کی ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ تو کسی کو خدا کا شریک قرار نہ دے اگرچہ تیرے (جسم کے) ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تجھ کو آگ میں جلا دیا جائے اور یہ کہ فرض نماز کو جان کر نہ چھوڑ اس لئے کہ جس نے فرض نماز کو دانستہ ترک کیا اس سے اسلام بری الذمہ ہے اور یہ کہ تو شراب کو نہ پی۔ اس لئے کہ وہ تمام برائیوں کی کنجی ہے۔

نماز کے اوقات کا بیان

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَہٗ صَلِّ مَعَنَا ھٰذَیْنِ یَعْنِی الْیَوْمَیْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الظُّھْرَ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ بَیْضَاءُ نَقِیَّۃٌ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا اَنْ کَانَ الْیَوْمُ الثَّانِیْ اَمَرَہٗ فَاَبْرِدْ بِالظُّھْرِ فَاَبْرَدَ بِھَا فَاَنْعَمَ اَنْ یُّبْرِدَ بِھَا وَصَلَّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ اَخَّرَھَا فَوْقَ الَّذِیْ کَانَ وَصَلَّی الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ یَّغِیْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّی الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَھَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ وَصَلَّی الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ بِھَا ثُمَّ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِکُمْ بَیْنَ مَا رَاَیْتُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اوقات دریافت کئے آپ نے فرمایا نماز پڑھ تو ہمارے ساتھ ان دونوں میں۔ پس سورج ڈھل گیا۔ تو حکم دیا آپ نے بلالؓ کو انہوں نے اذان کہی پھر حکم دیا اس کو پس تکبیر کہی انہوں نے پھر حکم دیا آپ نے عصر کی تکبیر کا جبکہ آفتاب بلند تھا۔ اور سفید و صاف۔ پھر مغرب کا حکم دیا جبکہ غائب ہوگیا سورج پھر حکم دیا عشا کا جب کہ غائب ہوگئی شفق پھر حکم دیا نماز فجر کا جب کہ ہوگئی صبح پھر جب ہوا دوسرا دن حکم دیا بلالؓ کو وقت ٹھنڈا کرنے کا بس خوب ٹھنڈا کیا بلال نے وقت کو اور نماز پڑھی عصر کی جب کہ آفتاب آخری بلندی پر تھا۔ یعنی بالکل آخرت وقت میں نماز ادا کی اور مغرب کی نماز شفق کے غائب ہونے سے پہلے تک پڑھی اور عشا کی نماز تہائی رات گزر جانے پر ادا کی اور فجر کی نماز خوب روشن ہونے پر پڑھی پھر فرمایا نماز کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے پس کہا اس شخص نے یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہاری نماز کا وقت وہ ہے جو ان دونوں دنوں کے اوقات کے درمیان ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّنِیْ جِبْرَئِیْلُ عِنْدَ الْبَیْتِ مَرَّتَیْنِ فَصَلّٰی بِیَ الظُّھْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَکَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاکِ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِّثْلَہٗ وَصَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ حِیْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَی الصَّائِمِ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ صَلّٰی بِیَ الظُّھْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَہٗ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَیْہِ وَصَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ھٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِکَ وَالْوَقْتُ مَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ

ابن عباسؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو مرتبہ جبرئیل نے خانہ کعبہ کے قریب میری امامت کی یعنے مجھ کو نماز پڑھائی دو دن پس نماز پڑھائی مجھ کو ظہر کی جب کہ آفتاب ڈھل گیا تھا۔ اور سایہ اصلی مانند تسمہ کے اور نماز پڑھائی مجھ کو عصر کی جب کہ ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کو چھوڑ کر اس کے برابر ہوگیا اور نماز پڑھائی مجھ کو مغرب کی جس وقت کہ افطار کرتا ہے روزہ دار اور نماز پڑھائی مجھ کو عشا کی جب کہ غائب ہوگئی شفق اور نماز پڑھائی مجھ کو فجر کی جب کہ حرام ہو جاتا ہے کھانا پینا روزہ دار پر پھر جب دوسرا دن ہوا تو نماز پڑھائی مجھ کو ظہر کی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا۔ اور نماز پڑھائی عصر کی جب کہ سایہ دو گنا ہوگیا اور نماز پڑھائی مغرب کی جس وقت افطار کرتا ہے روزہ دار اور نماز پڑھائی عشا کی تہائی رات تک اور نماز پڑھائی فجر کی پس خوب روشن کیا صبح کو پھر جبرئیل میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ وقت تو ہے تجھ سے پہلے انبیاء کا اور تیری نماز کا وقت ان وقتوں کے درمیان ہے۔

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۴ ۴ شعبان المعظم سنہ ۱۳۷۸ھ * ۱۳ فروری سنہ ۱۹۵۹ء شمارہ ۴۰

تعلیمی کمیشن اور علماء کرام

ہمارا موجودہ نظامِ تعلیم آج سے سو سال پیشتر انگریز نے تیار کیا تھا ۔ انگریز غیر ملکی تھا اور دو ہزار میل سے برصغیر ہند و پاکستان میں تجارت کے بہانہ آیا اور یہاں کی طوائف الملوکی سے فائدہ اُٹھا کر تخت و تاج کا مالک بن بیٹھا ۔ اپنی حکومت کی مشینری چلانے کے لئے اس کو جن کل پرزوں کی ضرورت تھی ان کو تیار کرنے کے لئے اس نے یہ نظامِ تعلیم تیار کیا تھا ۔ اور یہ مقصد اس تعلیم کے ذریعہ با حسن وجوہ آج تک پورا ہو رہا ہے ۔

یہاں کے باشندوں میں قومی کردار پیدا کرنا نہ اس تعلیم کا مقصد تھا اور نہ اس سے قومی کردار پیدا ہوا ۔

تقسیم ملک کے بعد ہمارے قومی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اس فرسودہ نظام کو فوراً بدلنے کی ضرورت تھی ۔ لیکن ہماری بدقسمتی سے گیارہ سال سے زائد عرصہ تک اس کو بدلنے کی طرف مطلق توجہ نہیں دی گئی ۔ اس عرصہ میں جو لوگ ہم پر زبردستی مسلط رہے ان کو ملک و قوم کی بہتری کی بجائے اپنی کرسیوں کی حفاظت کی فکر دامنگیر رہتی تھی ۔ اِس لئے یہ کام کھٹائی میں پڑا رہا ۔

الحمد للہ ! ہماری نئی حکومت کو اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کی طرف توجہ دینے کی توفیق ارزانی فرمائی ہے ۔ حکومت نے موجودہ نظامِ تعلیم کو بدلنے کیلئے ایک تعلیمی کمیشن مقرر کر دیا ہے جس کی سفارشات پر آیندہ نظامِ تعلیم مرتب کیا جائیگا ۔ ہمیں افسوس ہے کہ حکومت نے تعلیمی کمیشن میں دینی مدارس کا ایک بھی نمائندہ لینا مناسب نہیں سمجھا ۔ خدا جانے حکومت کی یہ فروگذاشت کسی سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ ہے یا سہواً ہو گئی ہے اگر یہ غلطی نادانستہ سرزد ہوئی ہے تو حکومت کو فوراً اس کی تلافی کرنی چاہیئے ۔ لیکن اگر یہ کسی سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت کیا گیا ہے تو پھر ہمارے صدر محترم کو چاہیئے کہ وہ ہمیں خوف خدا اور روحانیت کا درس نہ دیتے پھریں ۔ خوف خدا اور روحانیت مذہبی تعلیم سے پیدا ہو گی جس کو تعلیمی کمیشن میں نمائندگی سے محروم کر کے آپ نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کردار کے نہیں صرف گفتار کے غازی ہیں ۔

حکومت کی اس فروگذاشت سے مذہبی اداروں کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے گزشتہ دنوں ان اداروں میں کچھ نقل و حرکت کے آثار بھی پیدا ہوئے ۔ ان کی طرف سے موتمر تعلیمات اسلامیہ عربیہ پاکستان کا اجلاس بھی برکت علی ہال لاہور میں منعقد کیا گیا ۔ اخبارات میں اس اجلاس کی جو مختصر روئداد شائع ہوئی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ اجلاس میں ایک سب کمیٹی کی تشکیل کی گئی تھی جو اپنی سفارشات تعلیمی کمیشن کے روبرو پیش کرے گی ۔ لیکن ہمیں بے حد تعجب ہوا جب ہمارے پاس موتمر کے اجلاس میں پاس کردہ چند قرار دادیں بغرض اشاعت وصول ہوئیں ۔ ہم ان قرار دادوں کو اسی اشاعت میں دوسری جگہ ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں ۔ یہ قرار دادیں اپنی جگہ بے حد اہم اور ضروری سہی ۔ لیکن اس زمانہ میں حکومت سے کسی مطالبہ کو منوانے کے لئے صرف قرار دادیں پاس کر دینا کافی نہیں ہے ۔ اس کے لئے مفید اور عملی تجاویز پیش کر کے ان کو منوانے کے لئے آئینی جدوجہد بھی ضروری ہے ۔ خاص کر تعلیم جیسے اہم مسئلہ میں جس پر قوم و ملک کی ترقی و تنزل کا دارو مدار ہے ۔ صرف قرار دادیں پاس کر دینا کوئی معنی نہیں رکھتا ۔ اگر سب کمیٹی ختم کر دی گئی ہے تو موتمر کے ارباب اختیار کو چاہیئے کہ اس کی دوبارہ تشکیل کریں تاکہ وہ تعلیمی کمیشن کے سامنے پرائمری سے لے کر ایم اے تک دینی تعلیم کا مکمل نصاب تعلیم مرتب کر کے پیش کر سکے ۔ وقت اسی کا تقاضہ کر رہا ہے ۔ اگر آپ نے یہ سنہری موقع ضائع کر دیا اور ملک میں کوئی ایسا نظامِ تعلیم رائج ہو گیا جو روحانیت کے لئے سم قاتل ثابت ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری مذہبی اداروں پر عائد ہو گی

مساجد کا احترام

مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں ۔ عبادت کے لئے ضروری ہے کہ مساجد میں خاموشی اور سکون ہو ۔ اسی وجہ سے شریعت نے مساجد میں دنیا کی باتیں کرنے کی ممانعت کر رکھی ہے تاکہ ہر شخص خاموشی اور سکون کے ساتھ یادِ الٰہی کر سکے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ارشاد میں قیامت کی علامتیں بیان فرمائی ہیں ۔ ان میں سے ایک علامت مساجد میں شور و غل کا برپا ہونا بھی ہے ۔ باقی علامات کی طرح یہ علامتِ قیامت بھی اب ظاہر ہو چکی ہے ۔ اب مساجد میں اتنا شور و غل ہوتا ہے کہ شاید بازار میں بھی نہ ہو ۔ موجودہ دور کے مسلمان نے جہاں باقی شعائر اسلامی کی توہین کرنا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے وہاں مساجد کا احترام بھی اس کے دل سے اُٹھ گیا ہے

انگریز کے دور حکومت میں اگر ہندو یا سکھ مساجد کے سامنے باجہ بجاتے تھے تو فساد برپا ہو جاتا تھا ۔ انگریز نے اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی ۔ اور یہ مسئلہ آخر دم تک اس کیلئے دردِ سر بنا رہا ۔ خیال تھا کہ شاید تقسیم ملک کے بعد یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا ۔ اور جو مسلمان مساجد کا احترام بحال رکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتا تھا وہ خود دل و جان سے مساجد کا احترام کرے گا ۔ لیکن افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ مسلمان اس امتحان میں ناکام ثابت ہو چکا ہے ۔ مساجد کے پاس مسلمانوں کے گھروں اور دو کانوں پر عین نماز کے وقت ریڈیو سے گانے ہوتے ہیں مسلمان براتیں مساجد کے سامنے باجے بجاتے ہوئے گزرتے ہیں اور ان کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ ہم مساجد کی توہین کر رہے ہیں ۔ اول تو کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اور اگر کوئی براتیوں یا بینڈ والوں کو سمجھانے کی کوشش کر بیٹھے تو اس کی بات کو در خور اعتناء نہیں سمجھا جاتا ۔

یہ صورتِ حال کسی طرح بھی تسلی بخش نہیں ہے ۔ حکومت اور عوام دونوں کو اسے بدلنے کی طرف فوراً متوجہ ہونا چاہیئے ۔ عوام کا بھی فرض ہے کہ بحیثیت مسلمان وہ مساجد کا پورا احترام کریں ۔ جن کے گھروں میں اور دوکانوں پر ریڈیو ہوں ان کو چاہیئے کہ مساجد کا احترام کرتے ہوئے ان کی آواز مدھم رکھیں اسی طرح برات کے ساتھ اگر باجا ہو اور برات کے راستہ میں کوئی مسجد آجائے تو براتیوں اور باجہ والوں دونوں کا فرض ہے کہ مسجد کا احترام کریں اور باجہ بند کر دیں ۔ حکومت کو بھی مساجد کا احترام کرانے کے لئے فوری اقدام کرنا چاہیئے ۔ اگر حکومت مناسب خیال کرے تو اس کے لئے قانون وضع کیا جا سکتا ہے ۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکومت اور عوام دونوں کو مساجد کے احترام کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

آمین یا الٰہ العالمین

خدام الدین کی آواز گھر گھر پہنچا دیں !!

ماسٹر لال دین صاحب اخگر

شرطِ سعادت

جہاں والوں نے مُسلم۔ تجُھ سے پیغامِ ہُدیٰ پایا
زمیں والوں نے تیرے گھر سے خالق کا پتا پایا

ترے اسباق صدیقیؓ و فاروقیؓ و کرّاریؓ
ترے نقشِ قدم کو اہلِ حق نے رہنما پایا

خلافت تجُھ کو زیبا ہے۔ امامت تیرا حصّہ ہے
ازل میں تجھ کو مسجودِ ملائک بھی بجا پایا

مُحبّت تیرا زیور ہے۔ مروّت تیرا جوہر ہے
ترے اسلاف کو اغیار نے بھی باوفا پایا

تری عظمت وُہ میدانِ بدر کو یاد ہے اب تک
فلک نے جب فرشتوں کو بھی تیرا ہمنوا پایا

تجُھے صدّیقؓ مانے گا۔ تجھے فاروقؓ مانے گا
زمانے نے اگر تجُھ کو غلامِ مُصطفےٰ! پایا

رسولِ ہاشمیؐ کے ذرّہء پاپوش کو ہم نے
جبیں پہ جس کی پایا۔ بہتر از بالِ ہُما پایا

وُہ مردودِ خلائق ہے۔ وُہ رُسوائے زمانہ ہے
جسے پیغمبرِؐ اعظم کی سُنّت سے جُدا پایا

غلامانِ محمدؐ ثروت و حشمت کے مالک تھے
جو اُس در پہ گدا دیکھا۔ وُہ محبوبِ خُدا پایا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ رجب ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۶ فروری ۱۹۵۹ء

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى

اَمَّا بَعۡدُ

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کارفرمائیوں اور انسانوں کی ذمہ داریوں کی تفصیل

پہلی

تمام چیزوں کو نیست سے ہست میں لانیوالا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے

(بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ اللہ آسمانوں اور زمین کو از سرِ نو پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا بیٹا کیونکہ ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس کی کوئی بیوی نہیں۔ اور اُس نے ہر چیز کو بنایا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے آسمان، زمین بلکہ ہر چیز کو اپنی قدرت کاملہ سے نیستی سے ہستی میں لاکر موجود کر دیا ہے۔

لہٰذا معبود بھی فقط وُہی ہونا چاہیئے

(ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ فَاعۡبُدُوۡهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔

دُوسری

خُشکی اور تری کے اندھیروں میں تمہاری راہنمائی کے لئے ستاروں کے روشن چراغ اسی کے جلائے ہوئے ہیں

(وَهُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ النُّجُوۡمَ لِتَهۡتَدُوۡا بِهَا فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡبَـرِّ وَالۡبَحۡرِ‌ؕ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور اسی نے تمہارے لئے ستارے بنائے ہیں۔ تاکہ ان کے ذریعہ سے جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ معلوم کر سکو۔ تحقیق ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں۔

تیسری

تمام انسانوں کو ایک ماں باپ سے پیدا کرنیوالا بھی وُہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام انسانوں کو ایک ماں باپ سے پیدا کرنے والا ہے

(يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً ‌ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس اللہ سے ڈرو۔ جس کا واسطہ دے کر ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ اور رشتہ داری کے تعلقات کو کاٹنے سے بچو۔ بیشک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا نتیجہ

جب ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت میرے ساتھ حاضر باش ہے۔ اور وہ ہر عملِ حیات کو دیکھ رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ انسان جلوت اور خلوت میں اس سے ڈرتا رہے۔ جس طرح اگر بچوں کو یقین ہو جائے کہ ہمارا اُستاد ایسی جگہ پر بیٹھا ہے کہ ہماری ہر نقل و حرکت کو دیکھ رہا ہے۔ اگرچہ ہم اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ تو پھر مجال ہے کہ اُستاد کی غیر حاضری میں اُچھل کُود کریں۔ یا آپس میں لڑیں۔ مثلاً اُستاد جس کمرے میں بیٹھا ہُوا ہے وہ کمرہ بچّوں کے کمرے کے بالکل سامنے ہے۔ اور اس کے دروازے پر ململ کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔ اس پردے میں سے اندر کا آدمی تو باہر دیکھ سکتا ہے اور باہر والا اندر والے کو نہیں دیکھ سکتا۔

چوتھی

اے انسانو۔ جو کچھ بھی زمین میں ہے اللہ تعالےٰ نے سب تمہارے لئے بنایا ہے

(هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ لَـكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰٮهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ‌ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہُوا تو اُنہیں سات آسمان بنایا اور وہ ہر چیز جانتا ہے۔

ہر انسان کا فطرتی تقاضا ہے

کہ جو اس پر احسان کرے۔ اس کا ممنونِ احسان ہو۔ اور اس کی بات مان لے لہٰذا انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کے احکام کو دل سے تسلیم کرے۔ اور اپنے شوق سے عملی جامہ پہنائے۔ جو شخص بھی اللہ تعالےٰ کے احکام کو نہیں مانتا۔ وہ در اصل اپنے فطرتی فیصلہ کے لحاظ سے بھی جُرم کا مرتکب ہو رہا ہے اگر غور سے دیکھے تو اس کی فطرت اندر سے اس پر لعنت بھیج رہی ہو گی۔ کہ تو بہت بُرا کر رہا ہے۔

ایک شاعر کا اسی فطرتی جذبہ کا اظہار

اَفَادَتۡكُمُ النَّعۡمَآءُ مِنِّىۡ ثَلٰثَةً
يَدِىۡ وَلِسَانِىۡ وَالضَّمِيۡرَ الۡمُحَجَّبَا

ترجمہ۔ اے میرے محسن تیرے احسانوں سے جو تین چیزیں در اصل میری تھیں۔ وہ اب تیری ہو گئی ہیں۔ میرا ہاتھ اور میری زبان اور میرا پوشیدہ دل۔

یعنی

تم نے جو مجھ پر احسان کئے ہیں۔ ان کی بناء پر میرا ہاتھ بھی تیرے [illegible] شکریہ کے

لئے اُٹھتا ہے۔ اور میری زبان بھی تیرا ہی شکریہ ادا کرتی ہے۔ اور میرا دل بھی تیرا ہی ممنونِ احسان ہے۔

پانچویں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○)

سورہ الذاریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور مَیں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ مَیں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا۔ کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بیشک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

حاصل

انسان کو بنانے والے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے پیدا ہونے کے بعد اس کی ذمہ داری یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور عبادت کا نظام الاوقات وہی ہو سکتا ہے جو اس کا بنانے والا تجویز فرمائے۔ اور سب سے آخری عبدیت کا نظام الاوقات (پروگرام) قرآن مجید ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا عملی طور پر پیش کیا ہوا نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔

لہٰذا

اللہ تعالےٰ کے ہر فرمانبردار (بالفاظ دیگر مسلمان) بندے کا فرضِ عین ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے پیش کردہ نمونہ کو اپنی اصلاح کے لئے نمونہ بنائے۔

چھٹی

چونکہ تمام چیزوں کو پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر لانے والا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اس لئے سب چیزوں پر حکومت بھی اسی کی ہونی چاہئے۔

(تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○) سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔ اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمان اُوپر تلے بنائے۔ تو رحمٰن کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا۔ تو پھر نگاہ دوڑا۔ کیا تجھے کوئی شگاف دکھائی دیتا ہے۔ پھر دوبارہ نگاہ کر۔ تیری طرف نگاہ ناکام لوٹ آئے گی۔ اور وہ تھکی ہوئی ہوگی۔

عبرت

اے انسان۔ جب اللہ تعالےٰ نے زمین اور آسمان بلکہ سارا جہان تیری ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بنایا ہے۔ اب یہ جہان تیرے لئے ایک امتحان گاہ ہے۔ آیا تو اس مالکِ حقیقی سے سب کچھ لے کر اس کی بادشاہت کو تسلیم کرکے اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ یا نہیں۔ دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے سب بھائیوں کو اس امتحان سے کامیاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ساتویں

اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے زندگی کا ایک دستور العمل نازل فرمایا ہے:-

(وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○) سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے۔ اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا۔ اور اللہ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے۔

آپ کی اُمّت میں سے بہت بڑے فضل

سے حصّہ پانے والے وہ اللہ تعالےٰ کے بندے ہونگے۔ جنہیں اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس قرآن مجید کا پیغام حق خلقِ خدا کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ احسان جتایا ہے۔ کہ مَیں نے آپ کو قرآن مجید کے عطا فرمانے میں آپ پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اور اس قرآن مجید کے عطا فرمانے کے بعد آپ کو اس کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ نے اس کی تبلیغ نہ کی تو گویا کہ منصب رسالت کا حق ہی ادا نہ ہُوا۔ چنانچہ

ارشادِ الٰہی ملاحظہ ہو

(يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○) سورہ المائدہ رکوع ۱۰ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے۔ اسے پہنچادے۔ اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا۔ تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا۔ اور اللہ تعالےٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بیشک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

لہٰذا آپ کی اُمّت میں سے ان لوگوں پر بہت بڑا فضل ہوگا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک پر قرآن مجید کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ یاد رہے

کہ قرآن مجید کی طرف دعوت دینے والے کئی مولوی صاحبان آپ کے سامنے آئینگے۔ مگر ان حضرات میں سے اصلی یا نقلی اور کھرے یا کھوٹے پہچاننے کی ایک کسوٹی ہے۔ ان کی تبلیغ و دعوت کے پیغام کو اس کسوٹی پر گھس کر دیکھیں گے۔ تو آپ کو کھرے اور کھوٹے کی فوراً تمیز ہو جائیگی۔ پھر جو کھرا ہو۔ اس کی صحبت کو اکسیر خیال کیجئے۔ اور جو کھوٹا نکلے اس سے کنارہ کش ہو جائیے۔ اور وہ کسوٹی

مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ

کی ہے۔ حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں بہتّر فرقے ہو گئے تھے۔ (اور وہ سب گمراہ تھے) اور آپؐ کی اُمّت میں تہتّر فرقے ہو جائیں گے۔ اور ان میں سے بہتّر فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ فقط ایک فرقہ بہشت میں جائیگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ تہتّر میں سے وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ما انا علیہ و اصحابی۔

ترجمہ۔ جس طریقہ پر مَیں اور میرے صحابہؓ ہیں۔

لہٰذا

برادرانِ اسلام۔ اصلی اسلام وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ کے وقت سے چلا آرہا ہے۔ آپ کا یہ فرض اور یہ حق ہے کہ جو عالم آپ کے سامنے آئے اور اسلام کے نام سے تبلیغ کرے۔ آپ اس سے صاف الفاظ سے پوچھئے کہ آیا یہ اسلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے صحابہ کرامؓ کو سکھایا تھا۔ اگر وہ عالم وثوق سے کہے کہ ہاں یہ اسلام وہیں سے آیا ہے۔ تو لے لیجئے۔ ورنہ اسے صاف کہہ دیجئے کہ ہمیں اس بدعت کے بنائے ہوئے اسلام سے معاف فرمائیے۔

ہاں ایک ضروری گوشہ باقی ہے

کہ اگر کوئی شخص دین کے رنگ میں ایک نئی چیز تجویز کرتا ہے۔ اور وہ خود اس پر عمل کرتا ہے۔ مگر دوسرے کسی مسلمان کو اس چیز پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا۔ اور نہ اس چیز کو عمل میں نہ لانے والے پر طعن و تشنیع کرتا ہے۔ اور وہ نئی تجویز کردہ چیز حضورِ انور اور صحابہ کرامؓ کے دین سے ٹکراتی نہیں ہے۔ تو اس قسم کی نئی ایجاد شدہ چیزیں جواز کے دائرے میں آسکتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص روزانہ لا الہ الا اللہ کا ورد پانچہزار مرتبہ کرتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں مبارک اور محبوب ترین ہیں۔ مگر وہ کسی دوسرے مسلمان پر یہ طعن نہیں کرتا۔ کہ تم یہ دونوں ذکر کیوں نہیں کرتے۔ ایسے شخص پر شرعاً کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر وہ ان دونوں ذکر نہ کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرنے لگ جائے تو یہ چیز سخت معیوب ہوگی۔

مسلمان پر طعن و تشنیع

کرنے کا حق فقط اس دین الٰہی کے معاملہ میں ہوسکتا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوکر آیا ہے۔ ہم اس دین میں سے کسی چیز کے ترک کرنے والے کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام کیا کرتے تھے۔ تو تم کیوں نہیں کرتے۔ اس نبویؐ دین میں سے بھی فرض اور واجب کے ترک پر گرفت کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ نے کوئی کام اُمت پر فرض یا واجب قرار نہیں دیا بلکہ مستحب کے درجہ پر ہی رکھا ہے تو ایسے کام کے ترک کرنے والے پر بھی ہرگز طعن نہیں کریں گے۔

مثلاً مسواک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے وقت وضو کرنے میں مسواک کو فرض یا واجب قرار نہیں دیا۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ متفق علیہ

اگر مجھے میری اُمت کے تکلیف میں پڑجانے کا خطرہ نہ ہوتا۔ تو میں انہیں عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

لہٰذا وضو کرتے وقت مسواک نہ کرنے والے پر ہم اعتراض نہیں کرسکتے۔

یہ قاعدہ

جو عرض کیا گیا ہے کہ حضورِ انورؐ کے مبارک زمانہ کے بعد کوئی نئی چیز اسلام میں زائد کی گئی ہو۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے اسلام کے مخالف نہ ہو۔ اور وہ ایجاد کنندہ خود کرے۔ مگر دوسرے کسی کو مجبور نہ کرے تو وہ قابلِ قبول ہوسکتی ہے۔ اسی قاعدے کے ماتحت ائمہ اربعہ کی تقلید کا جواز اور صوفیائے کرام کے تجویز کردہ ورد وظائف آسکتے ہیں۔

مثلاً

ائمہ اربعہ حضرات کے محقق متبعین خود اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں۔ مگر یہ کبھی نہیں کہتے۔ کہ جو میرے امام کا مقلد نہیں ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ اہلِ حق کی تحقیق یہی ہے۔ کہ ائمہ اربعہ اہلِ حق ہیں یا مثلاً صوفیائے کرام کے حق پرست متبعین اصل دینِ الٰہی میں سب متفق ہیں۔ چنانچہ حق پرست علماء کرام کی نظر میں چشتی۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ قادری طریقوں کے مقتدایانِ عظام نے کتاب و سنت کی ہرگز ہرگز مخالفت نہیں کی۔ البتہ اپنے اپنے متبعین کی روحانی تربیت کے اذکارِ الٰہیہ کا نصاب علیحدہ علیحدہ تجویز کیا ہوا ہے اور اس اختلاف کے باعث اصلی دینِ الٰہی میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔ اسی بناء پر چار طریقوں کے حضرات آپس میں نہایت ہی خندہ پیشانی اور محبت سے ملتے رہتے ہیں۔ ہاں ہر فرقہ میں بعض لوگ تشدد پسند بھی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا وجود محققین کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کو بھی شفقت کی نظر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

آٹھویں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کے اتباع کا حکم

(اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ تو اس کی تابعداری کر۔ جو تیرے رب کی طرف سے تجھے وحی کی گئی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے مُنہ پھیر لے۔

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نظام الاوقات بھی یہی قرآن مجید ہی ہے۔ اور یہ بھی حضور انورؐ کو حکم ہوا ہے۔ کہ مشرکین کی کوئی پروا نہ کیجئے۔

علیٰ ہٰذا القیاس

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن مجید پر عمل کرے۔ اگر ساری برادری بلکہ ساری دُنیا کے باشندے بھی اس پر عمل کرنے کے باعث قطع تعلق کرلیں تو بھی کسی کی پروا نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو یہ جرأتِ ایمانی عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

نویں

باقی تمام انسانوں کو بھی قرآن مجید کے اتباع کا حکم

(اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اُتری ہے۔ اس کا اتباع کرو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

اتباع تو فقط قرآن مجید ہی کا ہوگا

البتہ دُنیا میں ایک ضرب المثل مشہور ہے۔ "جائے اُستاد خالی است"، لہٰذا قرآن مجید کے الفاظ سے اللہ تعالےٰ کی مراد سمجھنے کے لئے انسانوں کو اُستاد کی ضرورت تھی۔ اس کے پُورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا معلم (اُستاد) بنا دیا ہے۔ آپ کے حق میں قرآن مجید میں یہ ارشاد ہُوا ہے (وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ) ترجمہ اور وہ (پیغمبر) انسانوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کے الفاظ

میں سے اللہ تعالیٰ کی مراد وہی سمجھی جائیگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائینگے۔ اور مسلمانوں کی اسلامی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو حدیث کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا حدیث شریف قرآن مجید کی شرح ہوئی۔ اس لئے قرآن مجید کی طرح

حدیث شریف کا قیامت تک محفوظ

رہنا بھی ضروری ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اُٹھائی تھی۔ ارشاد ہے۔ (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝)

سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اُتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں + اور قرآن مجید کی طرح حدیث شریف بھی آج تک محدثین حضرات کی برکت سے بلا کم و کاست محفوظ چلی آ رہی ہے۔ کیونکہ اگر حدیث شریف محفوظ نہ رہے تو قرآن مجید اگرچہ محفوظ رہتا مگر اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد کا علم نہ ہو سکتا۔ لہٰذا جو لوگ حدیث شریف کے منکر ہیں وہ بے سمجھ ہیں۔ اور نہ انہوں نے کسی محقق محدث سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا ہے۔ اس جہالت کا پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیات کے مطلب بیان کرنے میں اپنی ٹانگ ٹوٹیاں مارتے ہیں۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا منکرین حدیث کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو

حجۃ اللہ البالغہ (مصنفہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے باب طبقات کتب الحدیث میں ارشاد فرماتے ہیں "وَمَنْ يُّهَوِّنُ اَمْرَهُمَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ مُتَّبِعٌ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ" ترجمہ۔ اور جو شخص ان دونوں (بخاری شریف اور صحیح مسلم۔ جو کہ اہل السنت والجماعت کے عقیدہ میں احادیث نبویہ کا بہترین مجموعہ ہیں) کی توہین کرے۔ وہ بدعتی ہے۔ مومنوں کے راستہ کے خلاف دوسرے راستہ پر چلنے والا ہے۔"

آپ خود اندازہ لگائیں۔ بقول حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو مومنوں کے راستہ کے خلاف اور راستہ اختیار کرے گا۔ وہ بارگاہ الٰہی یا دربار نبوی میں عزت پا سکتا ہے؟ اور کیا وہ مومنوں کی معیت میں بہشت میں جا سکتا ہے؟

دُعا

مَیں اپنے پنجابی بھائیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ انہیں حق و باطل کی سمجھ عطا فرمائے۔ میرے پنجاب میں ہر چیز پنپ سکتی ہے۔ جو تحریک بھی اُٹھے۔ خواہ وہ محض غلط یا باطل ہی کیوں نہ ہو۔ میرے صوبہ کے مسلمان ہر ایک تحریک پر لبیک کہنے پر فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کا گزشتہ پڑھا پڑھایا سب کچھ بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سادہ لوحی بڑی خطرناک ہے۔ وما علینا الا البلاغ

دسویں

احکام الٰہی کی تابعداری نہ کرنیوالوں پر پہلے بھی عذاب الٰہی آتا رہا ہے

(وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا۔ پھر ان کی یہی پکار تھی۔ کہتے تھے۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

یہ تذکیر بایام اللہ ہے

امام الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فوز الکبیر میں فرماتے ہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ گزشتہ قوموں کے عذاب کے واقعات سُنا کر موجودہ قوموں کو نصیحت فرماتے ہیں۔ لہٰذا سابقہ سطور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے "تذکیر بایام اللہ" ہیں۔ کہ اگر قرآن مجید کی تابعداری نہیں کرو گے تو پھر تم بھی اپنے آپ کو عذاب الٰہی کے خطرے سے محفوظ نہ سمجھو۔

گیارھویں

خدا کی یاد نہ کرنیوالے حیوانات سے بھی بدتر ہیں

(وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں۔ کہ ان سے سمجھتے نہیں۔ اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سُنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے۔ بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی دل، کان، آنکھ سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن نہ دل سے "آیات اللہ" میں غور کرتے ہیں۔ نہ قدرت کے نشانات کا بنظر تعمق اعتبار مطالعہ کرتے ہیں۔ اور نہ خدائی باتوں کو بسمع قبول سُنتے ہیں۔ جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات کے دائرہ میں محدود ہوتے ہیں۔ یہی حال ان کا ہے۔ کہ دل و دماغ، ہاتھ پاؤں، کان آنکھ غرض خدا کی دی ہوئی سب قوتیں محض دُنیوی لذائذ اور مادی خواہشات کی تحصیل و تکمیل کے لئے وقف ہیں۔ انسانی کمالات اور ملکوتی خصائل کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں۔ بلکہ غور کیا جائے۔ تو ان کا حال ایک طرح چوپائے جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور مالک کے بُلانے پر چلا آتا ہے۔ اس کے ڈانٹنے سے رُک جاتا ہے۔ یہ کبھی مالک حقیقی کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔ پھر جانور اپنے فطری قویٰ سے وہ ہی کام لیتے ہیں جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ زیادہ کی ان میں استعداد ہی نہیں۔ لیکن ان لوگوں میں روحانی و عرفانی ترقیات کی جو فطری قوت و استعداد ودیعت کی گئی تھی۔ اسے مہلک غفلت اور بے راہ روی سے خود اپنے ہاتھوں ضائع اور معطل کر دیا گیا۔"

بارھویں

احکام الٰہی کو مان کر تعمیل کرنے والوں کی ہمیشہ نصیب ہونے والی جزاء خیر کا ذکر

(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝) سورہ النساء رکوع ۸ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اُنہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان کے لئے وہاں سُتھری عورتیں ہوں گی۔ اور ہم اُنہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

دُعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس آخری جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۶ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ

عرض یہ ہے کہ آج کی معروضات کا عنوان ہے :

طالبِ اصلاح کے لئے تادمِ زیست صُحبت کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس غرض کے لئے دُنیا میں بھیجا ہے اس میں بے شمار روکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں - ظاہر کی اصلاح میں بھی بیشمار روکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور باطن کی اصلاح میں بھی - باطن کی اصلاح میں دو بڑی رُکاوٹیں نفس اور شیطان ہیں - ان دو کے علاوہ بعض کی بیویاں اور اولاد روکاوٹ ہوتی ہیں - ان کے متعلق اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے -

(يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ج الآیۃ) سورہ التغابن رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ - اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں - سو ان سے بچتے رہو -

شاید ہی کسی کی بیوی ایسی ہو جو یہ شرط لگائے کہ میاں جی مجھے حلال کی کمائی لاکر کھلانا - حرام کی کمائی نہ لانا - آپ میں سے جتنے بیٹھے ہیں ایک اُٹھ کر کہدے کہ میری بیوی نے یہ شرط لگا رکھی ہے - بیوی تو فرمائشیں کر دیتی ہے خواہ آپ حلال سے پوری کریں یا حرام سے - اگر اس کی فرمائشیں پُوری نہ کی جائیں تو رُوٹھ جاتی ہے - یہی حال اولاد کا ہے - اگر ان کو پیسے دیئے جائیں تو ابّا زندہ ہے - نہ دیں تو بیٹا زمین پر لیٹ جاتا ہے - دولتیاں چلاتا ہے -

پیسے نہ دیں تو گویا ابّا مرگیا - جتنی کسی کی اولاد اُتنے ہی اس کے دشمن مثلاً اگر کسی کے چار بیٹے اور بیٹیاں ہیں تو حقیقتاً اس کے چار دشمن ہیں - اگر کسی کے دس بیٹے بیٹیاں ہیں تو حقیقتاً اس کے دس دشمن ہیں - اسی طرح اگر کسی کی چار بیویاں ہیں تو اولاد کے علاوہ اس کے چار دشمن اس کی بیویاں بھی ہونگی - ان سب کے علاوہ برادری بھی دشمن ہوتی ہے - برادری والوں کو اس کی پروا نہیں کہ تمہارا ایمان بچے - وہ تو چاہتے ہیں کہ ہمیں کھلاتے جاؤ - آپ ذرا برادری سے یہ کہہ کر دیکھئے کہ ہم قرضہ لے کر شادی میں برادری کو دعوت نہیں کھلائیں گے - اللہ تعالےٰ دیگا تو کھلا دینگے ورنہ نہیں - پھر دیکھئے کتنے طعنے ملتے ہیں - اب شریعت یاد آگئی ہے - جب کھایا تھا تب شریعت یاد نہ تھی -

مَیں عرض کر رہا تھا کہ ظاہری اصلاح میں بھی روکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں اور باطنی اصلاح میں بھی - باطنی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ طالب پہلے یہ دیکھے - کہ کس شخص یا جماعت کی صحبت میں نشست و برخاست رکھتا ہے - اس کے لئے ایک شرط ہے کہ وہ شخص یا جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتی ہو ؎

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اسی لئے مَیں کہا کرتا ہوں کہ اگر ایک شخص قبلۂ عالم کہلائے - لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے - اگر اس کا طریقہ سُنّت کے خلاف ہے تو اس کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھنا گناہ ہے - اس کی بیعت کرنا حرام ہے - اگر ہو جائے تو توڑنا فرضِ عین ہے - ورنہ وہ تمہیں بھی اپنے ہمراہ جہنّم میں لے جائیگا - ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک پر چل کر دروازۂ الٰہی پر پہنچنا ہے - اس لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ شخص یا جماعت اس قابل ہے کہ ہم اس کی صحبت میں بیٹھیں - کیا اس کو اتباعِ سُنّت مطلوب - مقصود اور محبوب ہے؟ اگر کوئی ایسا شخص یا جماعت مِل جائے تو تادمِ زیست اس کی صحبت میں رہے اور وہاں سے ہٹنے نہ پائے اسی لئے صوفیائے عظام فرماتے ہیں - اطلبوا الاستقامة ولا تطلبوا الكرامة فانه الاستقامة فوق الکرامة - (ترجمہ - استقامت کی دُعا کرو کرامت کی دُعا نہ کرو - کیونکہ استقامت کرامت سے بالاتر ہے) صاحبِ استقامت کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے موت کے وقت خوشخبری دی جاتی ہے - (اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝)

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ - بیشک جنہوں نے کہا تھا ہمارا رب اللہ ہے - پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے - کہ تم خوف نہ کرو - اور نہ غم کرو اور جنّت میں خوش رہو - جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا -

نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے - عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ اَشَدُّ اخْتِلَافًا (رواہ مسلم) ترجمہ - ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو - اختلاف سے تمہارے دِل مختلف ہو جائیں گے - اور مجھ سے قریب رہیں تم میں سے وہ لوگ جو عقلمند ہوں اور پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں - ابو مسعودؓ کہتے ہیں آج کل تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہو -

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب تک دُنیا میں رونق افروز رہے - حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ پیچھے کھڑے رہے - جب اللہ تعالیٰ نے حضور انورؐ کو اپنے ہاں بُلا لیا تو آفتابِ صدیقیت نے اپنا جلوہ دکھایا - حضرت صدیق اکبرؓ کی استقامت نے اسلام کو بچا لیا حضرت عمرؓ بھی اس درجہ کے نہیں ہیں - جب عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان فرما دیا - اس وقت حضرت عمرؓ بھی پھسل گئے تھے - وہ خود فرماتے ہیں - فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِيْ اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْاِسْلَامِ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ اَيُنْقَصُ وَاَنَا حَيٌّ (رواہ رزین) ترجمہ - پس مَیں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ لوگوں سے پیار اور نرمی کر - پس آپ نے مجھ سے کہا - کیا جاہلیت میں تو بڑے بہادر تھے - اور اسلام میں بُزدل بنتے ہو - تحقیق

وحی بند ہوگئی اور دین مکمل ہوگیا۔ کیا اس (دین) میں نقص پیدا ہو جائے اور میں زندہ رہوں؟

حضرت عمرؓ یہ ڈانٹ سُن کر اپنا سا مُنہ لے کر چلے گئے۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ آپ کا رُتبہ وُہ کہاں ہے۔ جو میرا ہے۔ میرے متعلق حضور انورؐ فرما گئے ہیں۔ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ؟ (رواہ الترمذی) ترجمہ۔ اگر میرے بعد نبی ہونا ہوتا تو البتہ عمرؓ ابن الخطّاب ہوتا) ہمارے ہاں جو شخص کسی انجمن میں دو آنے ماہوار چندہ دیتا ہے۔ اگر اس کی رائے نہ مانی جائے تو وہ انجمن کی اینٹ سے اینٹ بجانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ امیر کی اطاعت کا بھی حکم ہے۔

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج) الآیہ سورہ النساء رکوع ۸ پارہ ۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ کی فرمانبرداری کرو۔ اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں۔

اگر صدیق اکبرؓ بھی مانعین زکوٰۃ کے معاملہ میں پھسل جاتے تو ایک ایک کرکے سب ارکان چھوڑنے پڑتے اور اسلام مدینہ میں ہی دفن ہو جاتا۔

کَبَّرَنِیْ مَوْتُ الْکُبَرَاءِ (ترجمہ۔ مجھے بڑوں کی موت نے بڑا بنا دیا) یہ حدیث نہیں ہے۔ عربی کا مقولہ ہے۔

میرے دو مربّی ہیں۔ حضرت دین پوریؒ جو شجرہ میں دائیں طرف ہیں۔ ان کی ۱۱۰ سال کی عمر تھی۔ اگر ان کی عمر ۱۵۰ سال بھی ہوتی تو میں ان کے دروازہ کی کوچہ نوردی نہ چھوڑتا۔ اسی طرح اگر حضرت امروٹیؒ زندہ رہتے تو ان کے دروازہ کی دریوزہ گری بھی نہ چھوڑتا۔ کوئی شریف آدمی کہہ سکتا ہے کہ میں اب جوان ہوگیا ہوں لہٰذا اگر اب میرا باپ مرجائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ حضورِ انورؐ کامل مکمل تھے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں (وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۝)

سورہ الحجر رکوع ۶ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یہاں تک کہ تمہیں موت آئے۔

عبدیت کا پروگرام تا دمِ زیست نبھانے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ بس پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے۔ اب چھوڑ دیجئے۔ اب ضرورت نہیں رہی۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے ؎

کہ خبیث نفس نگردد بسالہا معلوم

اسی لئے میں نے عنوان میں عرض کیا ہے کہ طالب اصلاح کے لئے تا دمِ زیست صحبت کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات منتہی بھی لڑکھڑا جاتے ہیں۔ پھر ان کو تھامنا پڑتا ہے۔ میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں خبردار ایسا نہ کرنا۔ بعض بزرگوں کے متعلقین میرے پاس آتے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ اپنے بزرگوں کے تربیت یافتہ کی صحبت میں رہو۔ بشرطیکہ وہ متبع سُنّت ہوں۔ آپ کو ان کی صحبت میں ہی فائدہ ہوگا۔ دوسرے کے ہاں جائینگے تو لائن بدل جائے گی۔ دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے سے فائدہ نہ ہوگا۔ شیطان ایسا لعین ہے وہ انسان کو پھسلا دیتا ہے۔ اور اس کو پتہ نہیں لگنے دیتا۔ جس حق پرست جماعت کے ساتھ اللہ تعالےٰ وابستہ فرمادے تا دمِ زیست اس کے ساتھ رہیئے۔ انسانوں کی اکثریت کو ان باتوں کی سمجھ نہیں ہے۔ کل ہی دو نوجوان جہلم سے آئے تھے۔ درس کے بعد ان میں سے ایک کہنے لگا۔ کہ میں اپنے دوست کے ساتھ ایک بزرگ کے ہاں جایا کرتا تھا۔ بعد میں معلوم ہُوا کہ وہ شیعہ ہے۔ اس لئے ہم نے اس کے ہاں آنا جانا چھوڑ دیا۔ جب میں نے سوال کیا کہ وہ بزرگ کون تھے تو کہنے لگے کہ وہ ایک عورت تھی۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ تمہیں کس نے کہا تھا کہ عورت کے ہاں جایا کرو۔ کسی عورت کو اللہ تعالےٰ نے نبی نہیں بنایا۔ کیونکہ نبی کو اُمّت کے پیچھے جانا پڑتا ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ کبھی کسی بزرگ نے عورت کو مجاز نہیں بنایا۔ مجاز کو بھی چلنا پھرنا پڑتا ہے۔ بزرگوں کے پاس لوگ آکر کہتے ہیں۔ ہمارے گاؤں کے لوگ آپ کی زیارت اور بیعت کرنے کے مشتاق ہیں۔ آپ ہمارے ہاں تشریف لے چلئے کیا کوئی عورت ایسے سفر پر اس کام کے لئے جا سکتی ہے؟ اگر عورت اس طرح جائے تو کیا اس کی عصمت محفوظ رہ سکتی ہے؟ اس کی عصمت تو چار دیواری میں بند رہنے سے بچ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک نام میں مردوں اور عورتوں دونوں کا برابر کا حصّہ ہے۔ عورت خود تو نیکی کے راستہ پر چل سکتی ہے۔ لیکن مجاز بن کر دوسروں کو چلا نہیں سکتی۔

انسان ہر وقت خطرہ میں ہے۔ اس لئے اس کو تا دمِ زیست ایسے شخص یا جماعت کی صحبت کی ضرورت ہے۔ جو متبع سنّت ہو۔ بعض آدمی جب تک درسِ قرآن مجید میں آتے رہے تو بڑے نیک اور پکّے نمازی تھے۔ انگریز نے پی ایچ ڈی بنا دیا تو درس سے ہٹ گئے۔ پھر نماز بھی گئی۔ اب یہ حالت ہے ؎

نہ صورت نہ سیرت نہ خال و نہ خط
بمجبوب نامش نہادند غلط

جب مجھے دیکھتے ہیں تو شرم کے مارے مُنہ چھپا لیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں ایک واقعہ عرض کیا کرتا ہوں۔ ایک دفعہ حضرت امروٹیؒ خان پور تشریف لائے ہُوئے تھے۔ ایک کمرہ میں عشاء کی نماز کے بعد اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں ان کی چارپائی کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ در اصل میں عرض کچھ اور کرنا چاہتا تھا۔ تمہید میں نے اس طرح شروع کی کہ حضرت میرا دل یہ چاہتا ہے۔ کہ میرا جنازہ ہو اور آپ کے ہاتھ ہوں۔ (کیونکہ مجھے یقین تھا کہ آپؒ اللہ تعالےٰ سے میری مغفرت کراکر ہی قبر میں دفن کراتے) حضرتؒ نے مجھے بغلگیر کرکے فرمایا۔ نہ بیٹا! میرا جنازہ ہو اور تیرے ہاتھ ہوں۔

دل تو یہی چاہتا تھا کہ کامل کی زندگی میں ہی دُنیا سے چل دیتے۔ کیونکہ طالب جب پھسلنے لگتا ہے تو کامل تھام ... لیتا ہے۔ شیطان سبز باغ دکھا کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کامل تھامے رکھتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے۔ جس طرح ایک چھوٹا سا بچّہ جس کی اُنگلی بڑے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جب گرنے لگتا ہے تو بڑا اس کو تھام لیتا ہے۔ کامل سے کٹ جانا طالب کی موت ہوتی ہے۔ حضرت مولانا شبلیؒ کا جب انتقال ہُوا تو ان کے کسی عالم شاگرد نے ایک نظم لکھی تھی جس کا ایک

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

لال دین صاحب اخگر

حلقۂ احباب

قسط نمبر ۱۳

(اگلے دن برات کے لوگ جانے لگے۔ مگر تمام مہمانوں نے مولوی عبدالرشید کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ لہٰذا سعید صاحب مولوی عبدالرشید کو بُلا کر لائے۔ اور مولوی صاحب اپنے باقی رفقاء کے ساتھ متواضعانہ انداز سے مہمانوں کو رخصت کرنے کے لئے گاؤں سے باہر تشریف لے گئے۔ مہمان مختلف گاؤں اور قصبوں سے تعلق رکھتے تھے۔ مولوی عبدالرشید کی وعظ سے نہایت متاثر ہوئے۔ اور ایک صحیح دینی جذبہ لے کر اپنے اپنے گھروں کو سدھارے۔ محمد طاہر اور مسٹر سلیم اور ایک دو دن کے لئے محمد سعید کے پاس ٹھہر گئے۔ تقریباً دس بجے حسبِ معمول تمام احباب چار پائیاں لے کر عید گاہ میں آ گئے اور سلسلہ کلام شروع ہُوا۔

جاوید۔ علم بڑی نعمت ہے اس کے بغیر انسانی زندگی بالکل تاریکی میں گزرتی ہے۔ جاہل لوگ اکثر و بیشتر انسانیت کے صحیح تقاضے کے مطابق زندگی بسر کرنے سے قاصر ہوتے ہیں؟

مولوی عبدالرشید۔ ؎

علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لئے
لذتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے
(اقبال مرحوم)

اختر۔ خدا تعالےٰ اقبال مرحوم کی مرقد کو مہبطِ رحمت بنائے۔ کس پتے کی باتیں ارشاد فرما گئے ہیں۔

مولوی عبدالرشید۔ مَیں آپ کی اقبال شناسی کی داد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی آپ کے دینی ذوق کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اختر۔ مولوی صاحب۔ خدا شاہد ہے۔ یہ ذوق آپ کے ارشادات شبانہ روز کا پیدا کردہ ہے۔ کہاں وہ تاش کی بازیاں اور سنیما کی حیا سوز کہانیوں پر تبصرے اور کہاں آپ کی صحبت میں "فکر عاقبت" کی ترغیب۔ دُعا ہے خُدا تعالےٰ آپ کے بزرگوں کے مقامات کو اور بھی بلند کرے جن کی تربیت نے آپ کو خلق خدا کے لئے اس قدر مفید بنایا ہے۔

جاوید۔ مولوی صاحب۔ حسب وعدہ اولیاءؒ کرامؒ کی صحبت کے متعلق آپ بیتی کے طور پر کچھ بیان کیجئے۔ تا کہ ہم بھی بقول علامہ مرحوم ؎

علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لئے
لذّتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے

کے وجدان و کیف کو سمجھ سکیں

مولوی عبدالرشید۔ علماء خیر جو ظاہر کے عالم اور باطن کے کامل و اکمل حکیم ہوتے ہیں۔ ان کا تذکرہ جادو کا اثر رکھتا ہے۔ جہاں تک آپ بیتی کا تعلق ہے مَیں چند واقعات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ جس کی وجہ سے میرے دل میں ان لوگوں کی والہانہ گرویدگی پیدا ہوئی ہے۔ ورنہ اس سے پیشتر میں علماءؒ کرام کو اپنے لگ بھگ خیال کرتا تھا۔ میری والدہ ماجدہ فرمایا کرتی تھیں۔ کہ عبدالرشید تم کو کیا ہے؟ کہ تم کسی پیرِ کامل کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے ہو۔ مگر مَیں اُن کے اس ارشاد اور مطالبہ کو یوں ہی ٹال دیتا تھا۔ لیکن دل میں خیال کرتا تھا کہ ان لوگوں میں اور مجھ میں کیا فرق ہے۔ وہ قدرے مجھ سے زیادہ عالم ہیں۔ کیونکہ اُن کو دینی درس و تدریس کا موقعہ زیادہ ملتا ہے۔ آخر جب مَیں لائل پور میں کالج کی THIRD YEAR میں داخل ہُوا۔ تو وہاں چند ایک دوستوں کے ہمراہ ایک ولیِ کامل یعنی ظاہر و باطن کے جامع عالمِ دین کا درسِ قرآن سُننے کا موقع مِلا پہلے ہی دن دل میں ایک عجیب قسم کی کیفیت اور ایک انوکھا سرور پیدا ہوگیا۔ وہاں بیٹھے بیٹھے دل کو یقین آیا ؎

حُسن کا گنجِ گرانمایہ تجھے مِل جاتا
تُو نے فرہاد نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل
(اقبال مرحوم)

انسان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ کہ وہ ضروری سے ضروری واقعات کو بھی فراموش کر دیتی ہے۔ اگرچہ اس ولیِ کامل کی زبانِ حقیقت ترجمان سے درس قرآن سُن کر میرے دل میں ایک نیا ذوق کروٹیں لینے لگ گیا۔ مگر کالج کی مصروفیتوں اور رنگین صحبتوں نے اس خیال کو تقریباً دو ہفتے تک دل سے دُور ہی رکھا۔ تیسرے ہفتے رات کو ایک دوست نے میرے کمرے میں آ کر شام کو پُوچھا۔ کہ کیوں جناب صبح کو پھر درسِ قرآن مجید میں حاضر ہونے کا ارادہ ہے؟ اس کی اس یاد دہانی پر وہ سارا ولولہ اپنے پُورے جوبن کے ساتھ میری رُوح پر چھا گیا۔ اور مَیں نے نہایت عقیدت سے صبح جانے کا تہیّہ ظاہر کیا۔ وہ صاحب میری قبولیتِ دعوت پر نہایت مسرور ہُوئے اور چند باتیں کرنے کے بعد مجھ سے رُخصت ہوگئے۔ صبح سویرے مَیں نمازِ فجر سے پہلے ہی اپنے اس دوست کے ہمراہ اس محلے کی طرف چل دیا۔ جہاں درسِ قرآن ہُوا کرتا تھا۔ راستے میں ہم نے ایک خاص موضوع پر گفتگو چھیڑ دی۔ جو ایک مسجد کے قریب آ کر ختم ہوگئی۔ کیونکہ ہم نے وہاں نمازِ فجر ادا کرنے کا ارادہ کر لیا۔ خیر نماز کے بعد ہم جلدی جلدی چل پڑے۔ سُورج طلوع ہونے سے پہلے ہم اس مسجد میں پہنچ گئے۔ جہاں درس قرآن ہُوا کرتا تھا۔ مسجد میں قدم رکھتے ہی ہماری نگاہیں ان لوگوں پر پڑیں۔ جو درس قرآن سُن رہے تھے۔ ایک فرشتہ شمائل بزرگ نہایت خندہ پیشانی سے قرآن حکیم کے معانی و معارف پیش کر رہا تھا۔ سامعین جو کہ سامنے والی صف میں تھے اپنے اپنے قرآن مجید کھولے نہایت التفات سے سُن رہے تھے۔ حتےٰ کہ ہم بھی خاموشی سے جا بیٹھے۔ چند منٹوں کے بعد حضرت والا جاہ نے قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح کے بعد فرمایا۔ لائل پور والو! آؤ۔ ہم ان آیاتِ الٰہیہ کے آئینے میں اپنا مُنہ بھی دیکھیں۔ اب آپ نے اُن آیات کی تطبیق ہمارے اس وقت کے احوال سے کر کے دکھائی۔ گویا ہم میں سے ہر ایک سمجھ رہا تھا۔ کہ حضرت مولانا کا ارشاد میری ہی قلبی حالت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ بعض آدمی آنسو بہا رہے تھے۔ بعض کے چہروں پر شدّتِ التفات و انہماک سے سنجیدگی کا نور چمک رہا تھا۔ میری یہ کیفیت تھی کہ مَیں جب

نظر اُٹھا کر حضرت کے نورانی چہرے پر دیکھتا تھا۔ تو مجھ پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اور یہ حالت اس وقت ضرور طاری ہو جاتی تھی۔ جب میری اور ان کی بزرگانہ آنکھیں آپس میں چار ہوتی تھیں۔

اختر۔ مولوی صاحب ہمیں تو آپ کی گرفتاری کی داستان سُن کر بڑا احظ حاصل ہو رہا ہے۔

جاوید۔ فی الواقع عجیب مزے کی کہانی ہے۔

مولوی عبد الرشید۔ خیر! اس کے بعد مولانا نے ہماری اس گفتگو پر تبصرہ شروع کر دیا۔ جو مَیں نے اور میرے ساتھی نے راستے میں کی تھی۔ اس موقع پر میرا ساتھی بار بار میری طرف دیکھتا تھا۔ اور جوشِ عقیدت سے جھُوم رہا تھا۔

سعید۔ مولوی صاحب! آپ کے خیال میں وہ درس دینے والے صاحب اپنے کشف سے آپ کی گفتگو سُن چکے تھے۔ اور تب درس میں اس پر تبصرہ فرما رہے تھے؟

مسعود۔ یہ توہّم پرستی ہے۔

مسٹر سلیم۔ خیر! ہم اس کو حُسنِ اتّفاق کہہ سکتے ہیں۔

مولوی عبد الرشید صاحب۔ مَیں نے ان کے کشف کا کب دعوےٰ کیا ہے۔ لیکن اگر مَیں دعوےٰ کروں بھی تو میرے پاس ایک نہیں بیسوں دلائل موجود ہیں۔ جو کہ ان کے کشف و کرامت پر بیّن شاہد ہیں۔

جاوید۔ کشف کیا ہوتا ہے؟

مسعود۔ وُہی بات جو مَیں عرض کر چکا ہوں۔ کہ توہم پرستی۔ ایک آدمی کو فرطِ عقیدت سے اس قابل سمجھ لینا۔ کہ وہ حاضرین کے دلوں کے حالات سے آگاہی رکھتا ہے۔

جاوید۔ ایسی باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔

مولوی عبد الرشید۔ مَیں آپ کے ایسے پر بڑا حیران ہوں کہ ادھر تو آپ اقبال مرحوم کے ارشاداتِ گرامی کو الہام سے بھی کچھ آگے سمجھتے ہیں۔ ادھر ان کی بیان کردہ حقیقتوں سے بلا سوچے سمجھے انکار کرنے کی جُرأت بھی کر رہے ہیں؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو سوزِ نفس ان کی
الٰہی کیا بھرا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

اقبال مرحوم کا یہ عقیدت بھرا کلام ان عارفانِ الٰہی کے حق میں ہے جن کو خدائے ذوالمنن کے لطف و کرم سے دولتِ کشف و کرامت حاصل ہے جن کی صحبت کے فیض سے دلوں کے زنگار دُور ہوتے ہیں۔ جن کی چند ساعت کی ہم نشینی روحوں میں انقلاب رستخیز پیدا ہو سکتی ہے۔

سعید۔ بحث تو کشف کے اثبات پر ہے۔

عبد الرشید۔ مَیں نے اس بحث کے حل کے لئے ہی علامہ مرحوم کے اشعار پیش کئے ہیں۔ آپ اگر غور فرمائیں تو آپ سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ کہ حکیم تو اگر تشخیصِ امراض میں ماہر نہ ہو تو علاج کیسے کریگا۔

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو سوزِ نفس ان کی

فرما کر اقبال مرحوم نے اہلِ دل حضرات کی باطنی نگاہوں کا اعتراف کیا ہے۔ جن سے وہ رُوحانی طور پر حکیمانہ تشخیص کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے مطابق اہلِ حلقہ کی اصلاح فرماتے ہیں۔

اختر۔ آپ نے بالکل درست فرمایا ہے۔

مولوی عبد الرشید۔ بزرگانِ دین کے کشف و کرامت کا انکار تو ہم انگریزی خوانوں کا خاصہ ہے۔ لیکن اگر مشائین اور اشراقیوں کے متعلق کہیں لکھا ہوا مل جائے۔ کہ وہ اپنے شاگردوں کو ہزاروں میل کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے صرف باطنی توجہ سے پڑھاتے تھے۔ تو ہم پر عقیدتمندانہ وجد طاری ہو جاتا ہے۔ اگر مَیں آپ کے سامنے مسیحی دُنیا کے مدبّرین کے اقوال پیش کروں۔ جن سے خرقِ عادت۔ معجزہ اور کشف و کرامت کا اعتراف نظر آتا ہے۔ تو ہم لوگ خوب کان کھڑے کر کے سُنتے ہیں۔ اور سر دُھنتے ہیں۔ مگر مَیں اس طویل فلسفیانہ بحث و تمحیص میں جانا پسند نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ عالمانہ حوالے عام حاضرین کی بے توجّہگی کا باعث بنینگے۔ مَیں آپ کے سامنے اقبال مرحوم کے دو شعر پیش کر چکا ہوں۔ اب مولانا رومؒ کا ایک مصرعہ سُنئے۔ ہاں اتنا ضرور یاد رہے۔ علامہ اقبال مرحوم مولانا رومؒ کو مرشدِ روشن ضمیر اور رہبرِ صاحبدلاں یقین کرتے ہیں۔ مولانا رومؒ اپنے شیخِ کامل کو مخاطب کر کے عرض پرداز ہیں۔

اے لقائے تو جوابِ ہر سوال

سعید۔ ہماری تو سمجھ میں یہ مسئلہ اتنی جلدی نہیں بیٹھے گا۔ براہِ کرم ذرا اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالئے۔

جاوید۔ ہاں ہاں۔ مولوی صاحب آپ کو اس معمہ کی تشریح کرنا ہو گا۔

مولوی عبد الرشید۔ مجھے حاضرین میں ایک متنفس بھی ایسا نظر نہیں آتا جو مذہبی مسائل کو خوش طبعی سے اُڑا دینے کا عادی ہو۔ مَیں مرزا غالب کی طرح یہ شکایت نہیں کرتا کہ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کیونکہ مجھ کو ابتدا ہی سے آپ کا کلیتہً مذہب سے بیزار ہونا ابھی تک یاد ہے۔ اور پھر مذہبی عقائد کو توہمات کا گھروندہ سمجھنا بھی مَیں بھول نہیں گیا ہوں۔ مگر الحمد للہ۔ مَیں آپ لوگوں کی سعادت ہی کہوں گا کہ آپ نے طلبِ حق کے لئے ضرور اعتراضات پیدا کئے۔ مگر کسی موقعہ پر بھی ہٹ دھرمی سے کام نہیں لیا۔ ورنہ میں کون ہوں ایک بڑے سے بڑا عالم بھی آپ کے ذہنی شکوک و شبہات کو دُور نہ کر سکتا۔ دوستو! اور بزرگو۔ کشف و کرامت کا مسئلہ۔ الہام۔ وحی۔ نبوّت۔ خالقِ قوّت کے وجود کو تسلیم کرنا۔ ملائکہ۔ حشر و نشر اور باقی حیاتِ بعد الموت۔ کے مسائل کا ایک جزو ہے۔ وُہ طالبِ حق لوگ۔ جن کو مذکورہ بالا عقائد کے ماننے میں تردّد نہیں۔ ان کو کشف و کرامت کے تسلیم کرنے میں بھی کوئی دقّت نہیں ہوتی۔ دیکھئے قرآنی شواہد پر غور کیجئے۔ جنگِ بدر والا مشہور معجزہ۔ کہ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ میں سنگریزوں کی ایک مٹھی لے کر لشکرِ کفّار کی سمت پھینکی۔ تو اس کے بعد رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قلبِ اطہر پر اس مبارک آیت کا نزول ہوا۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (میرے محبوب جب آپؐ نے مٹھی سنگریزوں کی پھینکی وہ آپؐ نے نہیں پھینکی تھی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی قوّت آپؐ کے بازو میں کام کر رہی تھی) جو سنگریزوں کی مٹھی آپؐ نے کفار کی سمت پھینکی اس کا اثر موجودہ اشک آور گیس سے لاکھوں گنا زیادہ ہُوا۔

سیّدنا علی ہجویری علیہ الرحمۃ اپنی

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ایم عبد الرحمٰن (لودھیانوی)

تین بڑی نعمتیں

کان، آنکھ اور دل

پیدائش کے وقت انسان کچھ جانتا اور سمجھتا نہ تھا۔ خدا تعالےٰ نے علم کے ذرائع اور سمجھنے والا دل اس کو دیا جو بذات خود بھی بڑی نعمتیں ہیں اور لاکھوں نعمتوں سے متمتع ہونے کے وسائل ہیں۔ اگر آنکھ کان اور عقل وغیرہ نہ ہو تو ساری ترقیات کا دروازہ ہی بند ہو جائے۔ جوں جوں آدمی کا بچہ بڑا ہوتا ہے اُس کی علمی و عملی قوتیں بتدریج بڑھتی جاتی ہیں۔ اس کی شکر گزاری یہ تھی کہ ان قوتوں کو مولا کی اطاعت میں خرچ کرتا اور حق شناسی میں سمجھ بوجھ سے کام لیتا نہ یہ کہ بجائے احسان ماننے کے اُلٹا بغاوت پر کمربستہ ہو جائے۔ اور منعم حقیقی کو چھوڑ کر اینٹ پتھروں کی پرستش کرنے لگے۔

(۱) (وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا لا وَّجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ لا لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝) پ ۱۴ ع ۱۷

ترجمہ۔ اور اللہ نے تم کو نکالا تمہاری ماں کے پیٹ سے۔ نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو، اور دیئے تم کو کان، آنکھیں اور دل، تاکہ تم احسان مانو۔

انسان کا بنانا اس غرض سے تھا کہ اس کو احکام کا مُکلّف اور امرونہی کا مخاطب بنا کر امتحان لیا جائے۔ اور دیکھا جائے کہ کہاں تک مالک کے احکام کی تعمیل میں وفاداری دکھلاتا ہے۔ اسی لئے اُس کو سُننے، دیکھنے اور سمجھنے کی وُہ قوتیں دی گئیں جن پر تکلیف شرعی کا مدار ہے۔

(۲) (اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ ق نَّبْتَلِیْہِ فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝) پ ۲۹ ع ۱۹

ترجمہ۔ بیشک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا۔ ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے۔ پس ہم نے اسے سننے دیکھنے والا بنا دیا۔

ہم نے انسان کو مرد اور عورت کے ملے ہُوئے پانی سے پیدا کیا۔ نطفہ سے جما ہُوا خُون، پھر اُس سے گوشت کا لوتھڑا بنایا۔ اسی طرح کئی طرح کے اُلٹ پھیر کرنے کے بعد اس درجہ میں پہنچا دیا۔ کہ اب وہ کانوں سے سُنتا اور آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اور ان قوتوں سے وہ کام لیتا ہے جو کوئی دوسرا حیوان نہیں لے سکتا۔ گویا اور سب اس کے سامنے بہرے اور اندھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہدایت کا راستہ اصل فطرت اور پیدائشی عقل و فہم سے پھر دلائل عقلیہ و نقلیہ سے بتلایا جس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ سب انسان ایک راہ پر چلتے۔ لیکن گرد و پیش کے حالات اور خارجی عوارض سے متاثر ہو کر سب ایک راہ پر نہ رہے۔ بعض نے اللہ کو مانا اور اُس کا حق پہچانا اور بعض نے ناشکری پر کمر باندھ لی۔

(۳) (وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ ط اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا ۝) پ ۱۵ ع ۴

ترجمہ۔ اور نہ پیچھے پڑ، جس بات کی خبر نہیں تجھ کو، بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب کی اُس سے پوچھ ہوگی۔

یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال۔ نہ اس کی اندھا دُھند پیروی کر۔ آدمی کو چاہیئے کہ کان آنکھ، دل اور دماغ سے کام لے کر اور بقدر کفایت تحقیق کر کے کوئی بات مُنہ سے نکالے یا عمل میں لائے۔ سُنی سُنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یُونہی اٹکل پچّو کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عمل درآمد شروع نہ کر دے۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا، غلط تہمتیں لگانا، بے تحقیق چیزیں سُن کر کسی کے درپئے آزار ہونا یا بغض و عداوت قائم کر لینا، باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا۔ ان دیکھی یا ان سُنی چیزوں کو دیکھی یا سُنی ہوئی بتلانا، غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعوے کرنا کہ میں جانتا ہوں یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا۔ بے موقع تو خرچ نہیں کیا۔

(۴) (اَلَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ج ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ ج ثُمَّ سَوّٰىہُ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝) پ ۲۱ ع ۱۴

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کی انسان کی پیدائش ایک گارے سے۔ پھر بنائی اُس کی اولاد نچڑے ہُوئے بے قدر پانی سے۔ پھر اُس کو برابر کیا اور پھُونکی اس میں اپنی ایک جان۔ اور بنا دیئے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔

ان نعمتوں کا شکریہ تھا کہ آنکھوں سے اُس کی آیاتِ تکوینیّہ کو بنظرِ امعان دیکھتے، کانوں سے آیاتِ تنزیلیہ کو توجہ و شوق کے ساتھ سُنتے، دل سے دونوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کی کوشش کرتے۔ پھر سمجھ کر اس پر عامل ہوتے۔ مگر تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔ اس پر غور نہ کیا کہ اللہ نے ان کو اوّل مٹّی سے پیدا کیا ہے۔ اُلٹے شبہات نکالنے لگے کہ مٹّی میں رِل جانے کے بعد ہم دوبارہ کس طرح بنائے جائیں گے۔ اور شبہ یا استعداد ہی نہیں بلکہ صاف طور پر یہ لوگ بعث بعد الموت سے مُنکر ہو گئے۔

(۵) سورہ احقاف پارہ ۲۶ رکوع ۳ میں اللہ تعالےٰ قوم عاد کا ذکر فرماتا ہے۔ کہ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا وہ غضبناک طوفان چلا جس کے سامنے درخت، آدمی اور جانوروں کی حقیقت تنکوں سے زیادہ نہ تھی۔ ہر چیز ہوا نے اُکھاڑ پھینکی۔ اور چاروں طرف تباہی نازل ہو گئی۔ آخر مکانوں کے کھنڈرات کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ نصیحت سُننے کے لئے کان، اور قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سمجھنے بوجھنے کے لئے دل دیئے گئے تھے۔ پر وہ کسی قوت کو کام میں نہ لائے۔ اندھے، بہرے اور پاگل بن کر پیغمبروں کے مقابل ہو گئے۔ آخر انجام یہ ہوا کہ یہ قوتیں سب موجود رہیں اور عذاب الٰہی نے آگھیرا۔ کوئی

اندرونی یا بیرونی قوّت اس کو دفع نہ کرسکی جس عذاب کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے۔ وہ اُن پر واقع ہُوا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اُن کو دل اور کان اور آنکھ دی تھی۔ یعنی دُنیا کے کام میں عقلمند تھے۔ وہ عقل نہ آئی جس سے آخرت بھی درست ہو۔ مال، اولاد، جتھے اور جسمانی قوّت جو اُن کو دی گئی تھی۔ اے قریش تم کو نہیں دی گئی مگر جب عذاب آیا۔ کوئی چیز کام نہ آئی۔ پھر تم کس بات پر مغرور ہو۔

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں آچکی ہیں۔ پھر جس نے دیکھ لیا سو اپنے واسطے، اور جو اندھا رہا سو اپنے نقصان کو، اور مَیں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔

اگرچہ خُدا ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ مگر اُس کے بصیرت افروز نشانات و دلائل ہمارے سامنے ہیں۔ جو آنکھ کھول کر دیکھے گا خُدا کو پالے گا۔ اور جو اندھا بن گیا اُس نے اپنا نقصان کیا۔ میرے ذمہ یہ نہیں کہ کسی کو دیکھنے پر مجبور کروں۔

۶) اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَہِیْدٌ ۝) پ۲۶ ع ۱۷

ترجمہ۔ بیشک اس میں سوچنے کی جگہ ہے اُس کو جس کے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر۔

ان عبرتناک واقعات میں غور و فکر کرکے وُہی لوگ نصیحت حاصل کرسکتے ہیں جن کے سینہ میں سمجھنے والا دل ہو کہ ازخود ایک بات کو سمجھ لیں یا کم ازکم کسی سمجھانیوالے کے کہنے پر دل کو حاضر کرکے کان دھریں کیونکہ یہ بھی ایک درجہ ہے کہ آدمی خود مُتنبّہ نہ ہو تو دوسرے کے مُتنبّہ کرنے پر ہوشیار ہو جائے۔ جو شخص نہ خود سمجھے نہ کسی کے کہنے پر توجہ کے ساتھ کان لگائے اُس کا درجہ اینٹ پتھر سے زیادہ نہیں۔

۷) قُلْ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝)

پ ۲۹ ع ۲

ترجمہ۔ تُو کہہ وُہی ہے جس نے تم کو بنا کھڑا کیا۔ اور بنا دیئے تمہارے واسطے کان۔ آنکھیں اور دل۔ تم بہت تھوڑا شکر ادا کرتے ہو۔

اللہ نے سُننے کے لئے کان، دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سمجھنے کے لئے دل دیئے تھے کہ اُس کا حق مان کر ان قوّتوں کو ٹھیک مصرف میں لگاتے۔ اور اُس کی اطاعت و فرمانبرداری میں خرچ کرتے مگر ایسے شکر گزار بندے بہت کم ہیں۔ کافروں کو دیکھ لو کہ ان نعمتوں کا کیسا حق ادا کیا۔ اُس کی دی ہُوئی قوتیں اسی کے مقابلہ میں استعمال کیں۔

ایک مومن صادق کا کام یہ ہے کہ وہ ہمہ تن خُدا اور رسول کا فرمانبردار ہو۔ احوال و حوادث خواہ کتنا ہی اُس کا مُنہ پھیرنا چاہیں مگر خدا کی باتوں کو جب وہ سُن کر سمجھ چُکا اور تسلیم کر چُکا تو تو قولاً و فعلاً کسی حال میں بھی اُن سے مُنہ نہ پھیرے۔ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا حالانکہ وہ سُنتا ہی کیا؟ جو آدمی سیدھی سی بات کو سُن کر سمجھے نہیں یا سمجھ کر قبول نہ کرے۔

مدرسہ احیاء العلوم العربیہ رجسٹرڈ پنجگرائیں ضلع میانوالی کا جلسہ

۱۵، ۱۶ر شعبان المعظم مطابق ۲۴، ۲۵ر فروری بروز منگل بدھ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہورہا ہے۔ قرب وجوار کے مسلمانوں سے درخواست ہے کہ جلسہ کی رونق بڑھا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

حافظ محمد ابراہیم صاحب مہتمم مدرسہ ھذا

ادارہ اشاعت قرآن مجید چند سالوں سے مدرسہ مخزن العلوم والفیوض مسجد جامع شاہی خانپور ریاست بہاولپور میں کھولا گیا ہے جس میں مختلف ممالک کے علماء و طلباء شریک ہوکر تفسیر قرآن مجید مع ربط الآیات علےٰ طریق شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ پڑھتے ہیں اس سال دس شعبان سے ترجمہ قرآن مجید شروع ہوگا۔ اور رمضان المبارک کی پچیس تک انشاء اللہ ختم ہو جائیگا + جو حضرات شریک ہونا چاہیے یکم شعبان تک آنے کی اطلاع دیدیں۔

(مولانا) عبداللہ صاحب) درخواستی مہتمم مدرسہ ہذا

بھول گئے

از انور

جس دَور پہ نازاں تھی دُنیا ہم اب وُہ زمانہ بھُول گئے
دُنیا کی کہانی یاد رہی اور اپنا فسانہ بھُول گئے

وُہ ذکرِ حبیب رحمت کا امیں، کہتے ہیں جسے قُرآنِ مبیں
دُنیا کے نئے نغمے سیکھے عقبےٰ کا ترانہ بھُول گئے

اغیار کا جادُو چل بھی چُکا ہم ایک تماشہ بن بھی گئے
دُنیا کو جگانا یاد رہا خود ہوش میں آنا بھُول گئے

عبرت کا مرقع یہ پستی، ہے قابلِ حیرت یہ مستی
اپنا تو مٹانا یاد رہا باطل کا مٹانا بھُول گئے

انجامِ آزادی کیا کہیئے، بربادی سی بربادی ہے
جو درس شہ بطحا نے دِیا دُنیا کو پڑھانا بھُول گئے

تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وُہ ضرب لگانا بھول گئے

محمد شفیع عمر الدین - ٹھٹھہ

عقلمند کون ہیں ؟

عقلمند :-

(۱) قرآن پاک کو برحق مانتے ہیں

(اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝) الرعد آیت ۱۹

ترجمہ - سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں -

الحاصل - عقلمند قرآن کریم سے بصیرت حاصل کرتے ہیں - حق و باطل کی تمیز قرآن کریم کی روشنی میں کرتے ہیں - قرآن و حدیث کو جو قرآن کریم کی شرح ہے - اپنی زندگی کے ہر پہلو کا دستور العمل جان کر عمل پیرا ہوتے ہیں -

ایفاء عہد الٰہی کرتے ہیں

(اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ) الرعد آیت ۲۰

ترجمہ - اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں -

روز ازل میں اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد نکالی - اور ان سب سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا - اللہ تعالےٰ نے فرمایا -

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط الاعراف آیت ۱۷۲

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟

سب نے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا اقرار کیا -

(قَالُوْا بَلٰى ج شَهِدْنَا ج) الاعراف ۲۲۰

انہوں نے کہا ہاں ہے، ہم اقرار کرتے ہیں -

یہ عہد الست اللہ تعالےٰ نے ہمیں یاد دلایا ہے - ہمیں اس عہد کو نباہنا ہوگا - اور جمیع احکام الٰہی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنانا ہوگا - اللہ وحدہٗ لاشریک کو اپنا رب مانتے ہوئے قرآن کریم سے اعراض کرکے ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے - وعدہ شکنی ہمارے لئے دونوں جہانوں کے خسارے کا باعث ہے - اللہ تعالےٰ اس سے بچائے -

۳- وعدہ خلافی نہیں کرتے

(وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝) الرعد آیت ۲۰

ترجمہ - اور عہد کو نہیں توڑتے -

الحاصل اللہ تعالےٰ کے عہد کی بڑی قدر کرتے ہیں - اسے توڑنے کی کبھی جرأت اور ہمت نہیں کرتے - اس کی مخلوق کے ساتھ جو بھلی بات کا قول و قرار کرلیں اسے بھی پورا کرتے ہیں - غداری، بے وفائی اور وعدہ شکنی کا کبھی ان کے دل میں خیال تک بھی نہیں آتا - اللہ کا بندہ جو وعدہ کرتا ہے وہ پورا کرتا ہے - کیونکہ وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے - کہ وعدہ شکنی منافق کی چال ہے - مومن منافق کی بدخو کا حامل ہرگز نہیں ہو سکتا -

اس سلسلہ میں حضرت ابو حامد دوستانؒ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ سنیئے - آپ ایک مرتبہ ایک دوست کے ہمراہ سفر فرما رہے تھے - اثنائے سفر میں دوست نے کہا - بھائی آپ ادھر ٹھہریں - میں اس جگہ ایک عزیز کی ملاقات کر آؤں - اور حق صلہ رحمی ادا کرلوں - یہ دوست تو رشتہ دار کے ہاں چلا گیا - اور رات ادھر ہی گزار دی - ادھر حضرت ابو حامدؒ اسی مقام پر ٹھہرے رہے - اگرچہ رات کو بہت ساری برف گری - دوسرے دن جب یہ رفیق سفر لوٹا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت برف میں گھرے ہوئے ہیں - اور اپنے اوپر سے برف دور کر رہے ہیں - اس نے کہا - کیا آپ نے رات ادھر ہی گزار دی - آپ نے جواب میں فرمایا - ہاں بھائی آپ نے ٹھہرنے کو کہا تھا - دوست دوست کا وعدہ پورا کیا کرتے ہیں - (نفحات الانس جامیؒ)

ہماری حالت قابل افسوس ہے - بات بات پر ہم وعدے کرتے ہیں - مگر پورا ایک بھی نہیں کرتے

۴- صلہ رحمی کرتے ہیں

(وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ یُّوْصَلَ) رعد آیت ۲۱

ترجمہ - وہ لوگ جو ملاتے جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے + یعنی صلہ رحمی کرتے ہیں - یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں -"

(حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

خویش و اقارب کے ساتھ احسان و سلوک کا برتاؤ کرنا چاہیئے - اگر ان کی طرف سے کوئی برائی پہنچے تو تحمل و بردباری سے اس کو سہ لینا چاہیئے - اگر وہ تعلق توڑیں تو تمہیں جوڑنا چاہیئے - قطع تعلق کرنے والے سے اللہ راضی نہیں ہوتا -

(۵) خوف الٰہی رکھتے ہیں

(وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ) رعد آیت ۲۱

ترجمہ - اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں

مومن عمل صالح کرتا رہتا ہے - مگر اس کے باوجود بھی خوف الٰہی میں لرزاں و ترساں رہتا ہے - حضرت خواجہ حسن بصریؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا - "مومن نیکی کرتا اور ڈرتا رہتا ہے - اور منافق بدی کرکے بے فکر ہوتا ہے -"

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خشیت کا یہ حال تھا کہ پرندے کو دیکھ فرمایا کاش میں تیری طرح ہوتا اور انسانوں میں پیدا نہ کیا جاتا -

حضرت ابو ذرؓ فرماتے تھے کہ کاش میں بجائے انسان کے درخت ہوتا - جو کاٹا جاتا ہے اور پھر آگ میں جلایا جاتا (اربعین امام غزالیؒ)

حدیث - حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں - کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا کوئی مومن بندہ ایسا نہیں جس کی آنکھوں سے خوف خدا میں آنسو بہ نکلیں - اگرچہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر ہوں، پھر وہ آنسو اس کے خوبصورت چہرہ پر پہنچیں - مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے - (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے - قبر کھودی جا رہی تھی - آپ قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے - قبر کو دیکھ کر آپ اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی - پھر لوگوں سے فرمایا اس دن کے لئے سامان رکھو - (سنن ابن ماجہ باب الحزن والبکاء)

(۶) روز جزا کا اندیشہ رکھتے ہیں

(وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝) رعد آیت ۲۱

ترجمہ - اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں -

" اور اندیشہ لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا - کیا صورت پیش آئے گی (مولانا عثمانی مرحوم)

حضرت سعدیؒ نے اسی خطرے کے متعلق فرمایا ہے ؎

بقطرہ قطرہ حرامت حساب خواہد بود
بذرّہ ذرّہ حلالت شمار خواہد بود

جب یہ حالت پیش آنے والی ہے تو مومن کے دل میں اس ہولناک دن کا کھٹکا لگا رہنا ضروری ہے۔ یہی کھٹکا انہیں نیکی کے راستے پر گامزن رکھتا ہے۔ اور بُرائیوں سے دُور رکھتا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے جویاں ہیں

(وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ) الرعد آیت ۲۲

ترجمہ۔ وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا۔

"یعنی مصائب و شدائد اور دُنیا کی مکروہات پر صبر کیا۔ کسی سختی سے گھبرا کر اطاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا۔ نہ معصیت کی طرف جھکے۔ اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا اس لئے نہیں کہ لوگ انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہیں۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا۔ مجبور ہو گئے تو صبر کرکے بیٹھ گئے۔" (حضرت عثمانیؒ)

خواہشات نفسانی کا تقاضا بُرائیوں کی طرف رہتا ہے۔ یہ بڑی ہمت سے کام لیتے ہیں۔ ان خواہشات کو روک لیتے ہیں۔ عبدیت کا پروگرام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے۔ اس پر ڈٹ کر عمل کرتے ہیں۔ تاکہ ان کا مولیٰ پاک راضی ہو جائے انہیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ اگر خواہشات کے بندے بن گئے تو یہ ہمیں دوزخ میں لے جائیں گی۔

حدیث۔ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّھَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ۔

ترجمہ۔ دوزخ کو خواہشات نفسانی سے ڈھانک دیا گیا ہے۔ اور بہشت کو ناپسند آنے والے کاموں سے ڈھانکا گیا ہے۔

ناجائز مرغوب طبع امور سے روکنے کے لئے شریعت کی پابندی کرنی ضروری ہے ؎

آنکہ اندر شرع باشد ناپسند
گرد او ہرگز مگرد اے ہوشمند

الحاصل مرتے دم تک اس کوشش میں لگے رہو کہ کوئی قدم شرعی حدود کے باہر نہ جائے۔ اور تیرا مولیٰ پاک تجھ سے راضی ہو جائے۔ ع

رضائے دوست بدست آر و دیگراں بگذار

۸۔ نماز قائم کرتے ہیں

(وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ۔)

ترجمہ۔ اور نماز قائم کی۔

یعنی روزانہ پانچ وقت کی نمازیں، سب ارکان بجا لا کر با جماعت مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ یہ ہے اقامتِ صلوٰۃ۔

حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں۔ کہ اقامت الصلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ رعایت حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں"۔

حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ رکوع اچھی طرح نہیں کرتا تھا جب وہ فارغ ہو گیا تو آپ نے کہا۔ تیری نماز نہیں ہوئی۔ اگر تو مرجائیگا۔ تو طریقہ محمدیؐ پر نہیں مریگا۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب کامل طور پر سجدہ کرنے کا بیان)

آپ کا یہ خطاب ایک نمازی کو تھا۔ مگر وہ حضرات جو سرے سے نماز نہیں پڑھتے انہیں چاہئے کہ عبرت پکڑیں۔

. . . اور پنجگانہ نماز کی ادائیگی میں کسلمندی اور غفلت ہرگز نہ کریں۔ کل قیامت کے روز اول نمازوں کے بارے میں پرسش ہوگی۔

۹۔ انفاق رزق کرتے ہیں

(وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً)
الرعد آیت ۲۲

ترجمہ۔ اور ہمارے دیئے ہُوئے میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔

یعنے یتیموں، مسکینوں اور حاجتمندوں وغیرہ کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اللہ کے بندوں کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ حسب موقع جہاں ضرورت ہو پوشیدہ طور سے خرچ کرتے ہیں۔ جہاں اس کے برعکس خرچ کرنے کی ضرورت ہو تو علانیہ خرچ کرتے ہیں۔ تاکہ دوسروں کو بھی نیک کاموں میں خرچ کرنے کی ترغیب ہو۔ انہیں اپنی واہ وا مقصود نہیں ہوتی۔

حدیث۔ ہر صبح دو فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں۔ ایک کہتا ہے۔ الٰہی خرچ کرنے والے سخی کو بدل عطا کر۔ دوسرا کہتا ہے۔ الٰہی کنجوس کو جلد نقصان پہنچا دے۔ (بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ عن ابی ہریرہؓ)

حدیث۔ حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ فرماتی ہیں۔ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا بند نہ کرو۔ ورنہ خدا تم سے بند رکھے گا۔ اور جتنا تم سے ہو سکے راہ خدا میں دیا کرو۔ (بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ)

۱۰۔ دُوسرا بُرائی کرے یہ بھلائی کرتے ہیں

(وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ) الرعد آیت ۲۲

ترجمہ۔ اور بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔

"قباحت کو احسان سے، بُرائی کو بھلائی سے، دشمنی کو دوستی سے ٹال دیتے ہیں۔ دوسرا سرکشی کرے یہ نرمی کرتے ہیں۔ دوسرا سر چڑھے یہ سر جھکا دیتے ہیں۔ دوسروں کا ظلم سہ لیتے ہیں۔ اور خود نیک سلوک کرتے ہیں۔ تعلیم قرآن ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ الخ بہت اچھے طریقے سے ٹال دو۔ تو دشمن بھی گاڑھا دوست بن جائے گا۔" (ابن کثیرؒ)

بدی کو نیکی کے ساتھ دفع کرتے ہیں دوسرا گرم ہو تو یہ نرم ہوتے ہیں۔ دوسرا نا ملائم الفاظ منہ سے نکالے یہ اسے ملائم اور میٹھے بول سناتے ہیں ؎

سزد ور چنیں زندگانی کند
جفا بیند و مہربانی کند (سعدیؒ)

اطمینان و سکون کی زندگی بسر کرنے کا یہی گر ہے۔ اس طریقہ سے لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑے کی کبھی نوبت نہ آئیگی عبدیت کے پروگرام کو نباہنے کے لئے عقلمند کے پاس اتنا وقت کہاں ہے جو لوگوں کے ساتھ اُلجھتا پھرے۔

ان دس اوصاف والے مومن عقلمند کہلانے کے مستحق ہیں۔ ان کا انجام نیک ہے۔

"انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ (الرعد۔ آیت ۲۲-۲۳)

موتمر تعلیمات اسلامیہ عربیہ پاکستان

(زیر اہتمام جامعہ محمدی (جھنگ))

موتمر تعلیمات اسلامیہ عربیہ پاکستان کے حالیہ مشاورتی اجلاس منعقد لاہور میں مندرجہ ذیل، قرار دادیں باتفاق آراء پاس ہوئیں:-

۱- موتمر تعلیمات کا یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے سفارش کرتا ہے کہ پاکستان میں تعلیم کی اساس اسلامی ہو- کیونکہ اس کے فقدان ہی سے موجودہ معاشرہ میں خرابیاں ہوتی ہیں-

۲- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے سفارش کرتا ہے- کہ سرکاری نظام تعلیم میں اسلامی عقائد و روایات کی تعلیم کو لازمی مضمون کی حیثیت سے ابتدائی مدارس سے تعلیم کے آخری مدارج تک ہر مرحلہ پر شامل کیا جائے تاکہ ملک کا کوئی خواندہ یا تعلیم یافتہ فرد دینی معلومات سے بیگانہ اور ناواقف نہ رہے- اور غیر مسلموں کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے دین و مذہب کے مطابق اسی انداز و سطح کی تعلیم حاصل کریں-

۳- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے سفارش کرتا ہے کہ عربی زبان کا دینی تعلیم سے جو اصلی اصولی تعلق ہے اس کے پیش نظر نیز اتحاد ممالک اسلامی کے زاویہ نگاہ سے بھی ملکی زبان کی حتی ترقی کے ساتھ عربی زبان کو ثانوی زبان کا مرتبہ دیا جائے-

۴- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے سفارش کرتا ہے- کہ یونیورسٹی تعلیم میں بھی ڈگری کے درجہ میں دینی تعلیم کے مضمون کو لازمی حیثیت دی جائے- اور اس کا مطالعہ آرٹس، سائنس، قانون، انجینئرنگ یا طب و جراحت وغیرہم درجہ کی ابتدائی ڈگری کے لئے ضروری قرار دیا جائے-

۵- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے سفارش کرتا ہے کہ دینی تعلیم میں اختصاص کے لئے نیز دین میں تفقہ اور تحقیق اور تدریس دین کے موزوں اساتذہ فراہم کرنے کے لئے قائد اعظمؒ کی یادگار میں مجوزہ دارالعلوم کے فوری قیام کے لئے حکومت سے ضروری سفارش کرے-

۶- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے سفارش کرتا ہے- کہ وہ دینی مدارس، ان کی لائبریریوں، عمارات اور دیگر تعلیمی ضروریات کے لئے سرکاری مالی امداد کے اصول کو تسلیم کرنے کے لئے سفارش کرے- جیسا کہ دیگر منظور شدہ اداروں کے سلسلہ میں رائج ہے-

۷- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے سفارش کرتا ہے کہ صوبائی مرکزی اور سفارتی ملازمتوں کے لئے دینی علوم میں ایک خاص امتحان میں کامیابی- حد ترقی عبور کرنے کے لئے ضروری قرار دی جائے- تاکہ موجودہ انحطاط پذیر رجحان کی روک تھام ہو سکے- نیز محکمہ تعلیم و تعلم سے وابستہ تمام اساتذہ کے لئے [illegible] میں کامیابی ضروری قرار دی جائے-

۸- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن کو مشورہ دیتا ہے- کہ وہ موجودہ رسم الخط کو برقرار رکھے اور لاطینی رسم الخط کی ترویج کے لئے کوئی اقدام نہ کرے- ورنہ عربی- فارسی اور دینی علوم سے مکمل انقطاع کا باعث ہوگا-

۹- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے سفارش کرتا ہے- کہ وہ قدیم دینی کتب کی اشاعت کے لئے ایک سرکاری ادارہ کے قیام کی لابدی ضرورت اور اس سلسلہ میں فوری اقدام کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کرائے- تاکہ قدیم علمی سرمایہ کو مفقود ہونے سے بچایا جا سکے- نیز ان گرانقدر ماخذ کی فراہمی سے دینی تعلیم کو فروغ دیا جا سکے-

۱۰- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے سفارش کرتا ہے- کہ وہ تعلیم بالغاں کے نصاب میں اسلامی اساس کا ضرور خاص خیال رکھے- نیز ملک کی معاشی حالت کے پیش نظر ابتدائی تعلیم کے لئے مساجد میں مکاتب کا احیاء کرے-

۱۱- یہ اجلاس خاص مرکزی حکومت کے تعلیمی کمیشن کی توجہ ملک کی اہم ترین بنیادی تعمیری ملی ضرورت کی طرف مبذول کراتا ہے کہ وہ نظریۂ قیام پاکستان کے مطابق موجودہ نظام تعلیم میں بنیادی انقلاب کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری تعلیمی اداروں یعنی مدارس، مکاتب عربیہ دارالعلوم اور جوامع اسلامیہ کی بہتری اور ترقی کے لئے انہی اداروں کے نمائندوں پر مشتمل ایک آزاد اور خود مختار تنظیم قائم کی جائے اور اس کے ذریعے ہی ان اداروں کی کامل مالی اعانت کی جائے-

بفضلہ تعالیٰ پاکستان ایک عظیم اسلامی مملکت ہے- اس لئے اس میں وسیع پیمانہ پر خالص اسلامی نظام تعلیم کی ضرورت ہے جس سے دنیا میں پیام حق (اسلام) کی وسیع اشاعت کے ساتھ اتحاد عالم اسلام کی تعمیر ہو سکے (بعونہ تعالیٰ)

۱۲- یہ اجلاس تعلیمی کمیشن سے درخواست کرتا ہے- کہ موتمر تعلیمات اسلامیہ عربیہ کے نمائندگان کو موقع دیا جائے- کہ وہ خود کمیشن کے روبرو اپنی سفارشات کی تشریح و توضیح کر سکیں- تاکہ ان کے مطالب و حدود کے بارے میں کسی قسم کی کوئی غلط فہمی نہ ہونے پائے- اس اجلاس کی رائے میں یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ موجودہ تعلیمی کمیشن میں دینی علوم کا کوئی نمائندہ شامل نہیں کیا گیا-

خیر اندیش محمد ذاکر غفرلہ، ناظم عمومی
جامعہ محمدی شریف (جھنگ)
مغربی پاکستان

پروفیسر خالد محمود ہاشمی ایل ایل بی:
جائنٹ سکرٹری
موتمر تعلیمات اسلامیہ عربیہ

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم

پاکستان کا قدیم دینی ادارہ ہے جو تقریباً اسّی سال سے ملک و ملت کی خاموش مذہبی اور دینی خدمت کر رہا ہے- جس کے آغوش میں ہر سال ملک اور بیرون ملک کے کئی فرزندان اسلام دینی تعلیم حاصل کر کے دین کی خدمت کرنے کے لئے ملک میں پھیل جاتے ہیں-

اہل ثروت و دیندار حضرات کا فرض ہے- کہ وہ اپنی زکوٰۃ وخیرات سے اس دینی ادارہ کو یاد کر کے عنداللہ ماجور ہوں- موجودہ الحاد کے دور میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے کہ دینی تعلیم کے بقا کی سرتوڑ کوشش کی جائے-

اس مدرسہ میں غریب و مسافر دُور دُور کے طلباء اپنے وطن، عزیز و اقارب کو چھوڑ کر صرف تحصیل علم دین کے لئے بلوچستان، ایران، پنجاب، سندھ وغیرہ سے آتے ہیں- اس لئے وہ خیرات و زکوٰۃ کے زیادہ مستحق ہیں- ان طلباء کے جملہ مصارف خوراک، پوشاک، کتابیں، طبی امداد، رہائش اور تعلیم مدرسہ مفت مہیا کرتا ہے- جناب والا کی مذہب اور دین کے ساتھ محبت و شفقت نظر رکھتے ہوئے یہ اپیل ارسال خدمت ہے-

ترسیل امداد کا پتہ

(مولانا) حافظ **فضل احمد** مہتمم مدرسہ عربیہ مظہر العلوم
اسلام آباد محلہ کھڈہ کراچی ۲

شعر یہ تھا۔ ؎

کس کے نامہ پہ اب ہوگا۔۔ عزیزی سے خطاب
کس کا تم کہنا بڑھائے گا میری توقیر شان

آپ کو معلوم ہے کہ میں سالہا سال سے درسِ قرآن مجید دے رہا ہوں اور پاس ہی مشکوٰۃ شریف رکھی رہتی ہے۔ الحمد للہ! ہمارا مسلک ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر تا دمِ زیست قائم رکھے یہ کتاب و سنت کا راستہ ہے اس پر چلانے والے اللہ تعالیٰ شیخ اور اُستاد دونوں بہم پہنچا دے تو یہ اس کا بہت بڑا فضل ہے۔ مَیں کہا کرتا ہوں کہ ماں باپ عالمِ ملکوت سے اُٹھا کر یہاں زمین پر لا پھینکتے ہیں۔ اور کامل پھر عالمِ ملکوت میں پہنچا دیتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت باپ دادا کی لائن پر چلتی ہے۔ اس لائن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُونَ ○)

سورہ البقرہ رکوع ۲۱ پارہ ۲

ترجمہ۔ کیا اگرچہ اُن کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں۔ اور نہ سیدھی راہ پائی ہو۔

مَیں بار بار عرض کیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے صحبت کو لازمی قرار دیا ہے فرماتے ہیں۔ (وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ) الآیہ سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اُسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو اُن سے نہ ہٹا کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

اس میں کوئی حد بندی نہیں کی گئی کہ ایک سال یا دو سال صحبت میں رہیئے۔ بلکہ تا دمِ زیست صحبت میں رہنے کا حکم دے رہے ہیں۔ حضرت دین پوریؒ میری بیعت کے بعد چالیس سال زندہ رہے اور حضرت امروٹیؒ بیعت کے بعد تقریباً بائیس سال زندہ رہے۔ اگر اس سے زیادہ بھی اللہ تعالیٰ انہیں زندہ رکھتے تو مَیں ان کے دروازہ کی کوچہ نوردی کرتا ہی رہتا۔ کوئی شریف آدمی کہہ سکتا ہے کہ باپ مرجائے تاکہ مَیں بڑا بن جاؤں۔ یہ جسمانی باپ کے متعلق ہے۔ روحانی باپ کا درجہ اس سے بھی بڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو تا دمِ زیست کتاب و سُنّت کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بقیہ حلقہ احباب (صفحہ ۱۲ سے آگے)

مشہور و معروف کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ کہ صاحب کرامت کو بعض دفعہ خود معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مجھ سے کیا سرزد ہو رہا ہے۔ کیونکہ اُس وقت بشریت کی قوت مغلوب ہوتی ہے۔ اور اُلوہیت کی قوت کارفرما ہوتی ہے۔ یاد رکھئے۔ وحی الٰہی اور نبوّت کے بغیر انبیاء کرام کے کمالات قیامت تک اُمّت محمدیہ کے باصفا بزرگوں کو عطا ہوتے رہیں گے۔ اگر عارفانِ حق کو کشف کی نعمت حاصل نہ ہو تو ان کی صحبت میں تزکیۂ قلوب نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے صاحبِ باطن حضرات کے دلوں میں جب چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے اور جس چیز کے متعلق چاہتا ہے۔ القا کر دیتا ہے۔ جس کی برکت سے یہ لوگ اپنے حاشیہ نشینوں کی باطنی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔ اور ایسے کشف کی مثالیں اُن لوگوں پر اکثر واضح ہوتی رہتی ہیں جو کاملین کی صحبت میں آنے جانے کے عادی ہوتے ہیں۔

مَیں نے حقوق اللہ کا مسئلہ آپ کے سامنے مختصراً پیش کیا ہے انشاء اللہ آئندہ کسی صحبت میں حقوق العباد کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ تاکہ دین اسلام کا مکمل نقشہ آپ کی آنکھوں کے سامنے آجائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کماحقہٗ ادائیگی اور تعمیل کا بے مثل مرقع ہے۔

(اتنے میں اذان کی آواز آنے لگتی ہے۔ اور اہل محفل بخیر و خوبی نہایت مسرت و انبساط سے بھرے ہوئے دلوں کے ساتھ نماز کی تیاری کے لئے اُٹھتے ہیں۔)

بچوں کا صفحہ

حاجی کمال الدین صاحب

مُصیبت کے وقت اِنّا للہ پڑھنا

پیارے بچّو! جب تمہارا کوئی نقصان ہو جائے یا کوئی مصیبت آن پڑے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ لیا کرو ۔ صبر کیا کرو اور نماز پڑھ کر دُعا مانگا کرو ۔ پھر اللہ تعالےٰ تم کو اس کے اچھا بدلہ (نعم البدل) بھی دینگے اور آخرت میں بھی اپنی مہربانیوں سے نوازیں گے ۔ اصل میں اللہ تعالےٰ کو مختلف طریقوں سے اپنے بندوں کا امتحان لینا مقصود ہوتا ہے کبھی دُکھ تکلیف سے کبھی خوف اور موت سے کبھی فقر اور فاقہ سے اور کبھی مال اور جان کے نقصان سے ۔ الغرض مختلف طریقوں سے آزمائش کی جاتی ہے ۔ جو صبر کر لیتے ہیں ۔ بس اُنہیں کے لئے خوشخبری ہے اور وُہی ہدایت یافتہ ہیں ۔

عزیز بچّو! بات در اصل یہ ہے کہ ہم سب کے سب (مع اپنی جانوں اور مالوں کے) اللہ تعالےٰ ہی کی ملک ہیں ۔ (اور مالک کو اپنی ملکیّت میں ہر طرح تصرف کا حق ہے ۔ وہ جس طرح چاہے تصرف کرے) اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۔ یعنی مرنے کے بعد سب کو وہیں جانا ہے ۔ یہاں کے نقصانات اور تکالیف کا بدلہ اور ثواب بہت زیادہ وہاں ملے گا ۔ جیساکہ دُنیا میں کسی شخص کا کچھ نقصان ہو جائے اور اس کو کامل یقین ہو کہ اس نقصان کے بدلہ میں اس سے بہت زیادہ بہت جلد مل جائے گا تو اس کو اپنے نقصان کا ذرا بھی رنج نہیں ہوتا ۔ اسی طرح اگر اللہ تعالےٰ کے ہاں زیادہ سے زیادہ بدلہ ملنے کا یقین ہو جائے ۔ تو پھر ذرا بھی کلفت نہ رہے ۔ لیکن ہم لوگوں میں چونکہ ایمان اور یقین کی کمی ہے اس وجہ سے ذرا سی مشقت ذرا سی تکلیف ذرا سا نقصان بھی ہمارے لئے مصیبت عظمیٰ بن جاتا ہے ۔ حق تعالےٰ شانہٗ نے بھی اپنے کلام پاک میں بہت جگہ اس کی طرف تنبیہ فرمائی ہے ۔ کہ یہ دُنیا سخت امتحان کی جگہ ہے ۔ اور کئی کئی باتوں میں امتحان ہوتا ہے ۔ کبھی مال کی افراط سے کہ اس کو کس طرح خرچ کیا جا رہا ہے ۔ کلب خانے اور سینما گھر بنانے میں یا اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے مسجدوں یا دینی مدارس کی تعمیر میں اور کبھی فقر و فاقہ سے کہ اس کا کس طرح استقبال کیا جا رہا ہے ۔ جزع فزع سے یا صبر و صلوٰۃ سے ۔ اسی لئے بار بار صبر و صلوٰۃ اور اللہ کی طرف رجوع کی ترغیبیں دی جاتی ہیں اور اس پر تنبیہ کی جاتی ہے کہ تم آج کل زیر امتحان ہو ۔ ایسا نہ ہو کہ اس امتحان میں فیل ہو جاؤ ۔ اور شرمندگی اُٹھانی پڑے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ۔ کہ میں ایک مرتبہ حضورؐ کے ساتھ سواری پر تھا ۔ حضورؐ نے فرمایا ۔ لڑکے میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں ۔ تجھے حق تعالیٰ شانہٗ ان سے نفع دیں گے ۔ میں نے عرض کیا ضرور بتائیں ۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی حفاظت کر (یعنے اس کے حقوق ادا کر) اللہ تعالےٰ تیری حفاظت فرمائیں گے ۔ اللہ تعالےٰ (کے حقوق) کی حفاظت کر ۔ تو اُس کو (ہر وقت اپنی مدد کے لئے سامنے پائے گا) ثروت کی حالت میں اللہ تعالےٰ کو پہچان لے (یعنی یاد کر لے) وہ تجھے مصیبت کے وقت میں پہچانے گا ۔ (مدد کریگا) اور یہ اچھی طرح جان لے کہ جو کچھ بھی مصیبت تجھے پہنچی ہے وُہ ہرگز تجھ سے چوکنے والی نہ تھی ۔ اور جو نہیں پہنچی وہ کبھی بھی پہنچنے والی نہ تھی ۔ اگر مخلوق ساری کی ساری مل کر کوشش کرے کہ وہ تجھے کچھ دے اور اللہ تعالےٰ اس کا ارادہ نہ کریں تو وہ ہرگز اس پر قادر نہیں کہ تجھے کچھ دے اور اگر وہ سب کی سب مل کر تجھ سے کسی مصیبت کو ہٹانا چاہے اور اللہ تعالےٰ نہ چاہے تو وہ کبھی بھی اس مصیبت کو نہیں ہٹا سکتی ۔ جب تو کچھ مانگے تو صرف اللہ ہی سے مانگ اور جب مدد چاہے تو صرف اللہ ہی سے مدد چاہ اور جب بھروسہ کرے تو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کر ۔ ایمان لا کر شکر کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے لئے عمل کر اور یہ خوب جان لے کہ ناگوار چیزوں پر صبر بہت بہتر چیز ہے ۔ اور اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہے ۔ اور مصیبت کے ساتھ راحت ہے اور تنگ دستی کے ساتھ فراخ دستی ہے ۔ یعنی جب کوئی تکلیف پہنچے تو سمجھ لو کہ اب کوئی راحت بھی ملنے والی ہے ۔ اور جب تنگ دستی ہو تو سمجھ لو کہ اب فراخی بھی ہونے والی ہے ۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص بھوکا ہو یا محتاج ہو اور اپنی حاجت کو لوگوں سے چھپائے تو اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے کہ اس کو ایک سال کی روزی حلال طریقے سے عطا فرمائیں ۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی اہم چیز پیش آتی تو نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ پہلے انبیاء کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو وُہ نماز میں مشغول ہو جاتے ۔

حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ سفر میں جا رہے تھے ۔ راستے میں اپنے بیٹے کے انتقال کی خبر سُنی ۔ سواری سے اُترے ۔ دو رکعت نماز پڑھی ۔ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے ۔ پھر یہ آیت وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ پڑھی ۔

حضرت عبادہؓ کے جب انتقال کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ میں تم سے ہر شخص کو اس سے روکتا ہوں کہ کوئی مجھے روئے اور جب میری جان نکلے تو ہر شخص بہت اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے ۔ پھر میرے لئے اور اپنے لئے دعائے مغفرت کرے ۔ اور پھر جلدی ہی مجھے دفن کر دینا ۔ (در منثور)

سالانہ جلسہ کا التوا

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیروالی کا سالانہ جلسہ مجوزہ بتاریخ ۲۷ ، ۲۸ ویکم مارچ ۱۹۵۹ء بعض مجبوریوں کے باعث ملتوی کر دیا گیا ہے ۔

المعلن ۔ مولانا فضل محمد صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاولنگر

ایڈیٹر
عبدالمنان ہمدانی

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے | ششماہی چھ روپے | سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ سے شائع ہوا